ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیآء ولکن لاتشعرون

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں (سورہ بقرہ، آیت 154، پارہ 2)

کیا سوار کے اترنے کا وقت ابھی نہیں آیا

قول حضرت اسماء
بنت حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ

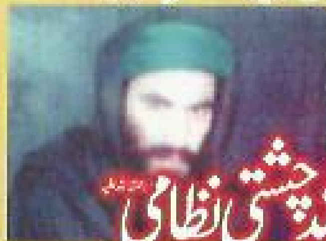


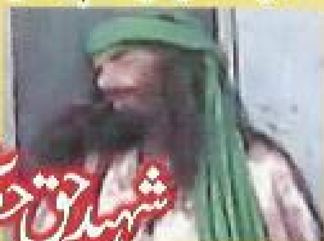
شہدائے سوات

مصنف: مولانا عبد المصطفیٰ چشتی سمیعی

ترتیب: ابن حسن آفریدی قندھاری

عجب تماشا کھیلا گیا اسلام کی تقدیر کے ساتھ
قتلِ حسین رضی اللہ عنہ ہوا نعرۂ تکبیر کے ساتھ





شہیدِ حق حضرت پیر سمیع اللہ چشتی نظامی

نام کتاب	شہدائے سوات
مصنف	مولانا عبدالمصطفیٰ چشتی سمیعی
ترتیب وتحقیق	ابن حسن آفریدی قندھاری
صفحات	80
قیمت	110 روپے

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ

☆ فرید بک اسٹال، 38، اردو بازار، لاہور 0321-4080405

☆ مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی 0213-4926110 0213-4910584

☆ مکتبہ دارالاخلاص پشاور

☆ مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور

☆ مکتبہ قادریہ گجرانوالہ

☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی

☆ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

☆ اسلامک بک کارپوریشن، راولپنڈی

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نظر میں معتبر قبور کی حفاظت دشمنان اسلام کے علاقے میں

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر کی حفاظت

امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اکابرین صحابہ میں سے تھے معرکہ قسطنطنیہ میں آپ شریک جہاد ہوئے۔ دشمن کی سرحد کے قریب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار پڑ گئے۔ مرض نے شدت اختیار کی تو وصیت فرمائی:

اذا انا فاحملونی فاذا صافتم العدو فادفنونی تحت اقدامکم 0

ترجمہ: جب میں فوت ہو جاؤں تو میری میت ساتھ اٹھا لینا پھر جب دشمن کے سامنے صف آرا ہو جاؤ تو مجھے اپنے قدموں میں دفن کر دینا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ا ص ۴۰۴، ۴۰۵ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

مزار مخالف مکتبہ فکر کے نامور مورخ شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں:

اس محاصرہ کے دوران حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ یزید ابن معاویہ نے ان سے پوچھا اگر کوئی وصیت ہو تو فرمایئے، پوری کی جائے گی۔ فرمایا جہاں تک ہو سکے دشمن کی سرزمین میں لے جا کر دفن کرنا۔ چنانچہ انتقال کے بعد آپ کا جسد خاکی قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے لے جا کر دفن کر دیا گیا (ابن کثیر ج 3 ص 182) اور مسلمانوں نے رومیوں سے کہلا دیا کہ اگر تم نے لاش کی بے حرمتی کی تو پھر اسلامی سلطنت کی حدود میں کوئی ناقوس (گرجا) نہ بچ سکے گا (استیعاب ج 2 ص 638) قسطنطنیہ کی فتح کے بعد ترکان عثمانی نے آپ کے مزار پر مقبرہ اور اس سے متعلق مسجد بنوائی جو آج تک مرجع خلائق ہے (تاریخ اسلام ج 2 ص 259، مطبوعہ مکتبہ دانیال لاہور)



یزید کو امیر المومنین تسلیم کرنے والے اس واقعہ سے عبرت حاصل کرتے ہوئے مزارات اور مقدس مقام کی بے حرمتی سے اجتناب کریں۔ یاد رہے ہمارا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ یزید اچھا آدمی تھا بلکہ یزید کے ظلم کے داستان تو تاریخ اسلام کے المناک واقعات کی ابتداء تھی، بلکہ مقصد یہ ہے کہ دہشتگرد بھی یزید کے پیروکار اور معتقد ہیں۔ جب یزید مزارات کی بے حرمتی سے اجتناب کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ یزید سے بھی بدتر ہیں۔

یزید 23 ہجری 645ء بمطابق 30ھ کو دور عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوا بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید صحابی تھا جو کہ غلط ہے

ایصال ثواب

حضرت الشاہ محمد امداد اللہ چشتی صابری علیہ الرحمہ، حضرت الشیخ مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمہ، حضرت الشیخ تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ، حضرت الحافظ الشاہ مسعود احمد چشتی صابری علیہ الرحمہ اور اپنے پیارے اور دلیر دوست حافظ فرحان نقشبندی شہید ولد خواجہ مشتاق احمد نقشبندی صاحب اور شہید محمد آصف قادری اور شہید پیر سمیع اللہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے بھائی شہید عمران علی رحمتہ اللہ علیہ کو پیش کرتا ہوں جن کی شہادت نے مجھ میں یہ ہمت پیدا کی کہ میں دشمنان اسلام کے چہرے بے نقاب کرسکوں۔

اور

آقا ﷺ کی پیاری امت کے ان شہداء جن پر شرک کا جھوٹا الزام لگا کر انہیں شہید کیا گیا، جبکہ حدیث مبارک ہے کہ:

وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا

ترجمہ: اور یقیناً اللہ کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے۔

(بخاری 6590، 6426، 4085، 4042، 3596، 1344، مسلم 5864، ابوداؤد 3223، نسائی 1954، مسند احمد، 17344، ابن حبان 3198، مشکوٰۃ ص 547)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون o وقال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون o

تقدیم

سوات کا مختصر تاریخی پس منظر اور علماء اہلسنت کا کردار

وتلك الايام نداولها بين الناس ...... الخ

سوات کا تاریخی پس منظر

سوات کی اپنی تاریخ علماء ومشائخ اہلسنت وجماعت کے نقطہ نظر سے بہت گہری ہے، کیونکہ سوات کو تقریباً 800 سو سال پہلے محمود غزنوی نے فتح کیا تھا اور یہاں پر مسلمانوں کی آبادی بڑھ گئی اور قرآن وسنت پر عمل ہونا شروع ہوگیا اور بدھ مت سوات سے کثیر تعداد میں دوسرے جگہوں پر منتقل ہوگئے۔ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد مسلمان کمزور پڑ گئے اور بدھ مت پھر غالب آگئے۔ جب پیر بابا علیہ الرحمہ بونیر تشریف لے آئے تو انہوں نے سوات کو جہاد اور کرامات کے ذریعے بدمذہبوں اور ہندوؤں سے پاک کیا تو پھر سے اس سرزمین پر شریعت اور طریقت کا بول بالا ہوگیا۔ کافی عرصے تک یہ علاقہ مسلمانوں کی حکمرانی میں رہا لیکن بدقسمتی سے ایک بار پھر مسلمان کمزور ہوگئے اور بدھ مت کا راج قائم ہوا اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد عبدالغفور اخوند سیدو بابا علیہ الرحمہ جن کے ہزاروں مریدین اور لاکھوں عقیدت مند تھے، انہوں نے فتویٰ صادر فرمایا کہ کفار کے ساتھ جہاد فرض ہو چکا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ کافروں کے خلاف جہاد کے لئے نکلیں۔ سیدو بابا علیہ الرحمہ نے پشاور سے لے کر چترال کے علاقہ کافرستان تک مکمل طور پر بدھ مت سے پاک کردیا تھا۔ پاکستان کا حصہ بننے تک سوات پر شریعت کا قانون رہا۔ جب سوات

پاکستان کا حصہ بنا تو اس کے بعد وہابیوں نے اس میں وہابیت کا بیج بونا شروع کردیا اور وہابیت، دیوبندیت، پنج پیریت کے فاسد عقائد ونظریات رکھنے والوں نے سوات کو اپنا مرکز بنالیا اور بڑی بڑی درسگاہ اور مدارس کھول دیئے۔ انہوں نے منصوبے کے تحت فرقہ واریت کو ہوا دی اور مختلف مسائل میں علماء اہلسنت کو چیلنج کیا۔ اگرچہ علماء اہلسنت 30 سالوں سے وہابیوں کے ساتھ وقتاً فوقتاً مختلف مسائل پر مناظرے کرتے رہے اور بدمذہبوں کو مناظرہ میں شکست فاش دی لیکن کوئی منظم کام یا تنظیم معرض وجود میں نہ آسکی۔ اس وجہ سے طریقت والے لوگ ختم ہوتے چلے گئے اور وہابیوں نے مکمل طور پر اپنے لئے ماحول سازگار بنالیا۔ یہاں تک کہ اہلسنت کے پرانے مراکز کے نام ونشان مٹ گئے اور مضافات میں اہلسنت وجماعت کے علماء بہت کم رہ گئے، لیکن پھر بھی علمائے حق نے حق کی آواز کو سربلند رکھا۔ سوات کے حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صوفی محمد نے 1992ء میں تحریک نفاذ شریعت محمدی کے نام سے اپنی تحریک شروع کی۔ بہت سارے لوگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ صوفی محمد نے اعلان کیا تھا کہ جب بھی ہم برسراقتدار آگئے تو سب سے پہلے سوات کے شرک کے دو بڑے اڈے یعنی (پیر بابا علیہ الرحمہ اور سیدو بابا علیہ الرحمہ) ختم کریں گے اور عنقریب ہم مشرکوں کو مار ڈالیں گے۔ سوات میں فساد کرنے والا صوفی محمد ساتھیوں سمیت جیل میں کچھ عرصہ رہا تو اس کے داماد مولوی فضل اللہ نے 2006ء میں FM ریڈیو کے ذریعے بکھرے ہوئے لوگوں کو پھر سے جمع کیا اور کافی عرصے تک اپنے فاسد عقائد اور نظریات کو لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ دوسری جانب متحدہ مجلس عمل کی حکومت تھی انہوں نے اپنے لوگ سمجھ کر ان کے خلاف کوئی ایکشن لینا مناسب نہ سمجھا۔ حالانکہ علماء اہلسنت نے حکومت کے ذمہ دار لوگوں کو خبردار کیا تھا۔ لیکن

حکومت نے اس پر کوئی خاص توجہ نہ دی۔ مولوی فضل اللہ نے فتویٰ دیا کہ علماء اہلسنت کی بیویاں ہم پر حلال اور ان کے مال، مال غنیمت اور ان کا خون بہانا جائز، ان کے آستانے، آستانے نہیں، ان کی مساجد، مساجد نہیں، خوانین (علاقے کے خان) اور جاگیرداروں کا مال ہم پر حلال اور انہوں نے ان کی زمینیں اور فصلیں اپنے قبضے میں لے کر آپس میں تقسیم کردیے، بے گناہ اور بے قصور لوگوں کو ذبح کیا جاتا تھا اور اپنے گھروں سے نکال دیا جاتا تھا۔ مساجد اور مدارس پر قبضہ کرتے۔ اغوا برائے تاوان عروج پر پہنچ گیا اور لوگوں سے کہا جاتا کہ آج ہماری حکومت ہے، جو کچھ ہم کرنا چاہیں تو وہی کریں گے۔ حکومت پاکستان کو طاغوتی حکومت اور افواج پاکستان کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا اور پولیس کو منافقین کہتے تھے علاوہ ازیں سرکاری ملازمت کرنے والوں کو بھی اور سرکاری املاک کو نشانہ بنایا گیا اور صدیوں سے آباد غازی، شہیدوں اور اولیاء اللہ کے مزارات کو ہموار کیا اور طرح طرح کی بے حرمتیاں اور دھماکے کیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بالآخر جب انہوں نے زیادہ زور پکڑ لیا تو علاقے کے بڑے علماء اور حکومت نے مجبوراً فوج کو طلب کیا اور یہ سوات کے تاریک ایام میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس وقت بھی ماسوائے اہلسنت و جماعت کے کوئی بھی ایک جماعت سوات کی سرزمین پر نہ تھی جو ان بے دینوں اور کمینوں کا جواب دیتی۔ علماء اہلسنت نے متعدد FM ریڈیو کے ذریعے لوگوں کو امن، محبت اور خوف خدا کا درس دیتے رہے۔ سینکڑوں نوجوانوں، علماء اہلسنت اور مشائخ نے اپنے مال، جان اور عزت کی قربانی دے کر سوات کو ممکن حد تک فاسد عقائد اور نظریات سے بچانے کی کوشش کی اور سوات کے لوگوں کو امن، محبت، بھائی چارے کا درس دیتے رہے مگر بدمذہبوں نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں

کے لباس میں سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنے کام کو سرانجام دیا۔ بالآخر علماء اہلسنت جس میں سرفہرست پیر سمیع اللہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ اعلاء کلمۃ الحق بلند کیا اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے سر کو ہتھیلی پر رکھ کر اپنے مال اور جان کو قربان کردیا۔ جب سوات کا وسیع وعریض رقبہ دیگر علماء وعوام اہلسنت پر تنگ ہوگیا تو انہوں نے محفوظ مقام پر ہجرت کرنا مناسب سمجھا۔ اس لئے کہ بدمذہب ان کے نام لے کر پکارتے تھے۔ (ہجرت کے بعد اپنے وطن واپس آنے والے تمام عوام الناس اور علماء نے اللہ کا شکر ادا کیا)

افواج پاکستان نے بڑی مہارت سے دہشت گردوں اور اس سے تعلق رکھنے والوں کا صفایا کردیا اور ان میں بعض تا حال قید میں ہیں۔ بعض پڑوسی ممالک بھاگ چکے ہیں۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دہشت گردوں کو اپنے انجام تک پہنچایا۔

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمدللہ آج بھی اہلسنت وجماعت اپنے اداروں، آستانوں اور مساجد میں آباد ہیں اور ان شاء اللہ تا قیامت قائم رہیں گے۔

حقیر فقیر مولانا ممتاز احمد شاہ قادری

پیش لفظ

زیرِ نظر کتاب شہدائے سوات جس میں خصوصاً شہیدِ حق حضرت پیر سمیع اللہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک جامع تحقیق ہے جس سے ابن حسن آفریدی اور انکے رفقاء نے نہایت ہی لگن اور محبت کے ساتھ اپنی زندگی کے وقت کو قیمتی بنایا۔ مجھ سمیت بے شمار افراد نے اس کارِ خیر میں ان تمام دوستوں کے ساتھ تعاون کیا مگر ہمارا تعاون تو صرف اونٹ کے منہ میں زیرہ ڈالنے کے برابر ہے۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے یہ نوجوان معلومات اور روابط کیلئے کئی علماء و مشائخ کے پاس گئے حضرت رحمان بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بم دھما کہ کے کچھ عرصہ بعد میری ان میں سے ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی ان کی تحقیق دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا ابھی وہ تحقیق مکمل نہ ہوئی تھی تو یہ نوجوان ایک نئی تحقیق لے آئے جو کہ ایک گمنام اور دلیر شہیدِ حق حضرت پیر سمیع اللہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اور شہادت پر ہے، دینِ حق کی راہ میں بے شمار مجاہدوں کے واقعات سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہیں اور اللہ عزوجل کے ایسے بے شمار ولی گزرے اور موجود ہیں کہ جنہیں اللہ عزوجل اور پیارے آقا ﷺ کے گستاخوں نے ایذا پہنچائی اور آخری وقت تک دشمنوں کے آگے سرنگوں نہ ہوئے وہ یقیناً ہمارے علم و نگاہ سے اوجھل ہیں۔

مگر دینِ حق کی تاریخ ایسے مجاہدوں سے بھری پڑی ہے۔ میری تمام قارئین سے التجاء ہے کہ زیرِ نظر کتاب کا صرف واقعات سمجھ کر مطالعہ نہ کریں بلکہ بزرگوں اور شہداء کے اس جذبہ کو

اپنایا جائے جسے وہ اپنی زندگیوں میں ہر وقت شامل رکھتے ہیں اللہ عزوجل کا خوف پیارے آقا ﷺ کی بے پناہ محبت اولیاء کرام رحمہم اللہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا۔ حق اور سچ کیلئے اپنی آواز و تلوار کو بلند کرنا، باطل کے آگے سر جھکانے کی بجائے سر کٹانے کیلئے تیار رہنا۔

یہاں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ عزوجل نے ہمیں جتنی زندگی عطاء کی ہے اس سے ایک سانس بھی زیادہ نہیں لے سکتے اور جتنا رزق ہمیں عطا کیا ہے اس سے ایک لقمہ بھی زیادہ ہمیں نہیں مل سکتا اور اس حقیقت سے مسلمانوں کا ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر مذہب کو چاہے وہ ہندو، عیسائی، پارسی، یہودی جو بھی ہو اسے یہ یقین ضرور ہے کہ ایک دن تو مرنا ہی پڑے گا تو بہت ممکن ہے کہ غلامی رسول ﷺ میں زندگی بسر کرنے سے ہماری موت کا طریق بدل جائے اور شہادت نصیب ہو جائے۔

میں اور آپ تو پیارے آقا ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ دعوے اگر سچے ہوں لگن اگر پکی ہو تو منزل ضرور ملتی ہے اور مومن وہی ہے جو اللہ عزوجل اور پیارے آقا ﷺ کی محبت میں موت طلب کرے اسی محبت میں موت کو ترجیح دے اور یہاں تک کہ سرکار ﷺ کے غلام کی موت واقع ہو جائے دشمن لہولہان کر دے ہمارے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ مجھ ناچیز کو بھی شہدائے کرام کی خدمت کا شرف حاصل رہا ہے میں نے بڑے قریب سے حضور ﷺ کے غلاموں کو زندگی گزارتے ہوئے دیکھا ہے بالخصوص امیر شہدائے اہلسنت شہید محمد سلیم قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ میرے لئے آپکی تربیت و محبت بہت بڑا اثاثہ ہے جب سانحہ جمرود ہوا جس میں رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ نور الحق قادری کے چچا اور تنظیم المدارس سرحد (خیبر پختونخواہ) کے صدر علامہ عبد العظیم قادری، زرعونی مسجد حیات آباد کے خطیب علامہ نور الدین قادری جو کہ شیخ الحدیث جامع جنید یہ غفوریہ

پشاور تھے، اور بیلیئر عبدالمالک قادری کے صاحبزادے تھے، اور دارالعلوم جنیدیہ غفوریہ، کے صدر مدرس علامہ ہمایون قادری جو کہ مشہور روحانی پیشوا حضرت شیخ گل صاحب کے صاحبزادے تھے، اور محمد سلیم خان جو کہ شیخ گل صاحب کے داماد اور نورالحق قادری صاحب کے بہنوئی تھے کو انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا۔ یوں پاکستانی طالبان دہشت گردوں نے ایک ہی خاندان کے کئی چراغ گل کر دیئے اس سانحہ کے موقع پر 21 مئی 2008ء کو سوئم میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عاشقانِ مصطفی ﷺ کا ایک سمندر موجود ہے ہر کوئی شوق شہادت کے جذبہ سے سرشار ہے خوف کا تو نام ونشان تک نہ تھا عشق مصطفی ﷺ میں منزل پانے کا جشن منایا جا رہا تھا۔

اس کے علاوہ پاکستان بھر میں عاشقانِ مصطفی ﷺ شہادتوں کی جو داستان رقم کر رہے ہیں وہ سب خراج تحسین ہے۔ شہید سلیم رضا رحمۃ اللہ علیہ، شہید عبدالوحید قادری رحمۃ اللہ علیہ، شہید عبدالکریم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اور خاص طور پر وہ دن وہ وقت وہ لمحہ میں کبھی نہیں بھول سکتا جب عین جشن ولادت ﷺ کے دن کہ جہاں دنیا بھر کے چپے چپے میں ولادت رسول ﷺ کی خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ حالت نماز میں نشتر پارک میں 63 غلامانِ مصطفی ﷺ نے جام شہادت نوش کیا۔ آنکھوں میں آج بھی وہ منظر نقش ہے۔ کہ میری آنکھوں کے سامنے دھماکہ ہوا امیر شہدائے میلاد مصطفی ﷺ محمد عباس قادری رحمۃ اللہ علیہ شہید افتخار احمد بھٹی رحمۃ اللہ علیہ، شہید محمد اکرم قادری رحمۃ اللہ علیہ، شہید ڈاکٹر عبدالقدیر عباسی رحمۃ اللہ علیہ، شہید حاجی حنیف بلو رحمۃ اللہ علیہ، شہید حافظ تقی رحمۃ اللہ علیہ، شہید علامہ فریدالحسنین کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، شہید علامہ مختار قادری رحمۃ اللہ علیہ، شہید پیر محمد پیرل رحمۃ اللہ علیہ، شہید ذاکر حسین رحمۃ اللہ علیہ سمیت 63 شہدائے کرام ہیں جنہیں قیامت تک یاد کیا جائے گا اس کے علاوہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت بھی عظیم سانحہ ہے۔ مگر ان

شہداء کی موت نے جینے کا سلیقہ عطاء فرمایا موت کا خوف دور اور شہادت کی تمنا کو اجاگر کیا درج بالا تمام شہدائے کرام سے میرا حقیقی جذباتی تعلق رہا ہے۔ ان شہداء سے تربیت و قربت میرے لئے فخر کی بات ہے۔ ان شہدائے کرام کیلئے میرے یہ چند الفاظ سورج کو چراغ دکھانے کے برابر ہے۔ ان تمام کا مرتبہ بڑا اعلیٰ ہے اور حقیقت ہے کہ جو سرکار ﷺ کی غلامی میں زندگی بسر کریں غلامی میں ہی شہادت کی موت پائیں وہ کبھی مرتے نہیں بلکہ قیامت تک کیلئے زندہ رہیں گے۔

تمام شہدائے کرام جو ظالم و گستاخ کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر گئے مگر ہمارے لئے ایک بہت بڑا پیغام چھوڑ گئے کہ دنیا فانی ہے اصل لذت تو سرکار ﷺ کی محبت میں جان دینا ہے، اس محبت میں موت کے قریب جانا موت کو گلے لگانا حق اور سچ ابھارنا ہی مومن کی پہچان ہے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ مجھے بھی شہدائے حق حضرت پیر سمیع اللہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ سمیت تمام شہداء کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور غلامی رسول ﷺ میں زندگی اسی پر شہادت کی موت نصیب فرمائے اللہ عزوجل تمام مسلمانوں کو ایمان کی حالت میں موت عطا فرمائے اور جو لوگ شہادت کی تمنا رکھتے ہیں انہیں شہادت کی موت عطا فرمائے۔ وہ تمام افراد جن کے پاس اہل حق کی گمنام شہادتوں یا مزارات کی بے حرمتی کے حوالہ سے کوئی بھی معلومات ہو تو وہ برائے کرم ان نوجوانوں کی مدد فرمائیں۔ اللہ تعالی اس کتاب کی تیاری میں تمام رفقاء کے علم و عمل میں برکتیں نصیب فرمائے۔ (آمین)

شہدائے حق کے لشکر کا ادنیٰ سپاہی

محمد شاہد غوری

عرض مؤلف

گزشتہ ڈھائی سال سے ہم سے اللہ تبارک وتعالیٰ ایک عظیم کام لے رہا ہے۔ایک ایسی کتاب لکھنے کی کوشش کر رہے ہیں جس میں مسلمانوں کو ہونے والے نقصانات سے بچایا جاسکے اور سوئے ہوئے مسلمانوں کو بیدار کیا جاسکے۔ہمیں کس حد تک کامیابی ملی ہے خیر وہ تو کتاب سب کے سامنے آنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔مگر اس کتاب کی ابتداء سے ہی جس شخصیت نے ہمیں بہت زیادہ متاثر کیا، وہ شخصیت ہے ''پیر سمیع اللہ چشتی نظامی شہید رحمتہ اللہ علیہ'' کی ہمیں کئی کتب اور رسائل ڈھونڈنے کے باوجود آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔ چونکہ اپنے علاقے میں اس مرد مجاہد کے عقیدت مند کم تھے اور دشمن زیادہ، اس واسطے ہمیں متضاد معلومات موصول ہوتی تھیں جس سے ہماری بے چینی میں مزید اضافہ ہوجاتا۔ ہم کئی جگہ گئے' کئی لوگوں سے رابطہ کیا مگر دل مطمئن نہ ہوا۔ پھر آخر تھک ہار کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مالک کوئی تو وسیلہ بنادیں تو ہمارے رب نے ہماری دعا قبول فرمائی۔ ہمارا رابطہ ایک ایسے شخص سے ہوا جنہوں نے ہمارا رابطہ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ سے کرادیا۔ ہم نے اپنی کتاب کے لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ سے معلومات کی درخواست کی تو انہوں نے انتہائی شفقت سے ہمیں پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی پوری زندگی کے بارے میں معلومات فراہم کی۔ یہ ہماری بہت بڑی کامیابی تھی بعد ازاں ہم ان معلومات میں سے ایک لفظ بھی کم کرنے کے لئے تیار نہ تھے اور اپنی کتاب میں اتنی تفصیل ڈال نہیں سکتے تھے۔اس لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ الگ

سے ایک کتاب بنائی جائے جس میں پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں تفصیلاً اور سوات کے دیگر واقعات اجمالاً ذکر ہو۔ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ شہید حق پیر سمیع اللہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق معلومات عام ہوجائے۔

کتاب کے آخر میں ہم نے اپنی کتاب ''مقامات مقدسہ اور دشمنان اسلام'' کا تعارف بھی دیا ہے اور برکت کے لئے چشتی سلسلے کے عظیم الشان بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف میں کچھ جملے تحریر کئے ہیں اور ان کے مزار شریف پر حملے کی یاد تازہ کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ مسلمانوں میں سوئی ہوئی غیرت کو بیدار کیا جاسکے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین

ابن حسن آفریدی قندھاری
ودیگر ساتھی

شرک کا الزام لگانے والا خود مشرک ہوگا

حدیث پاک

قال رسول اللہ ﷺ ان ما اتخوف علیکم رجل قرأ القرآن حتی اذا رئیت بھجته علیه وکان رد ئا للا سلام غیره الی ما شاء اللہ فانسلخ منه رونبذه وراء ظهره وسعی علی جاره با لسیف ورما هٗ با لشرك قال : قُلتُ : یا نبی اللہ ﷺ ایھما اولی با لشرك المرمی ام الرامی قال : بل الرامی -

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث 81 معجم الکبیر، 169 مجمع الزوائد 188/1)

(ابن کثیر جلد دوم، ص266، مکتبۃ الریاض، الحدیثیہ الریاض)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مجھے تمہارے حق میں سب سے زیادہ ڈراس آدمی سے ہے، جو قرآن مجید پڑھے گا، جب اس کی آواز کے حسن کا چرچا ہو جائے گا تو اسے اسلام کا پشت پناہ سمجھا جائے۔ لیکن (حقیقت حال یہ ہوگی کہ) وہ اسلام سے عاری ہوگا۔ اسے پشت کے پیچھے پھینک دے گا۔ اپنے پڑوسی پر تلوار اٹھائے گا اور اس پر شرک کا الزام دھرے گا" میں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ ان دونوں میں سے شرک کے قریب تر کون ہوگا؟ الزام لگانے والا یا جس پر الزام لگایا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "الزام لگانے والا"

یہ حدیث ان بدمذہبوں کو آئینہ دکھانے کے لئے ہے جو شرک و بدعت کا الزام لگانے میں دیر نہیں کرتے۔

سوانح قدوة العلماء، زبدة الفقهاء، قطب العالم اسوة الفقهاء، جامع الفضائل الفواضل العليه مستجمع الصفات والخصائل الالهية السنيه حامی دين مبين و وسيلتنا الی اللہ شيخ العلماء، سيد العرفان حجة اللہ فی زمانه وآية اللہ فی اوانه عارف باللہ صاحب كمالات باهره وكرامات ظاهره، غوث المتقين' برهان ولايت محمديه' شيخ المشائخ حضرت سيدی و مرشدی حضور

شہید پیر سمیع اللہ چشتی نظامی

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ المشائخ پیر سمیع اللہ شہید رحمتہ اللہ علیہ

جائے پیدائش

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مخلوق کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سرزمین سوات پر بہت بڑے بڑے بزرگان دین پیدا فرمائے ہیں جو عالم اسلام کے لئے باعث فخر ہیں۔ مثلاً حضرت پیر بابا علیہ الرحمہ، عبدالغفور (سیدو بابا) رحمتہ اللہ علیہ، میاں خواجہ بہاؤ الدین (خواجہ آباد) رحمتہ اللہ علیہ، شہید بابا (کانجو) رحمتہ اللہ علیہ، سونڈیا بابا (شیرا طرف) رحمتہ اللہ علیہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے بزرگان دین اس سرزمین پر ہو گزرے ہیں۔ ان بزرگوں میں سے ایک عظیم الشان بزرگ حضرت شیخ المشائخ غوث الزماں حضرت پیر سمیع اللہ شہید رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں۔ جن کی غیرت، قابلیت، ذہانت، تقویٰ اور پرہیزگاری کی تاریخ گواہ ہے۔

حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپر سوات کے ایک علاقہ مانڈل ڈاگ شریف (تحصیل مٹہ) کے یوسفزئی خاندان کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت 1979ء میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام حاجی حضرت محمد عمر خان مرحوم اور والدہ ماجدہ شہیدہ سکینہ بی بی ہے۔ آپ کے بڑے بھائی اکبر حسین خان صاحب ہیں جو کہ معذور ہے، نہ بول سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر محمد سلیم خان صاحب ہیں پھر حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ جن کا اپنا نام حضرت سمیع اللہ صاحب ہے۔ سب سے

چھوٹا بھائی محترم شہید عمران علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ پیر صاحب سمیت چار بھائی ہیں علاوہ ازیں چار بہنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ قابلیت، حسن اور اخلاق اس خاندان کی گھٹی میں شامل ہے۔

زمانہ طفولیت

پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ بچپن ہی سے بہت نیک، پاک دامن اور حق پسند تھے۔ بہت چھوٹی عمر میں انہوں نے قرآن مجید ناظرہ ختم کیا اور بچپن ہی سے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ تنہائی پسند اور خاموش انسان تھے۔ ان کا زیادہ تر میلان پیدائش ہی سے تصوف کی جانب تھا۔ اپنے بچپن میں ترجمہ اور تفسیر قرآن کریم پڑھا اور متعدد علماء سے مختلف فنون کا علم حاصل کیا۔

واپڈا کے ایک انسپکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ میرا پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے والد حضرت محمد عمر خان سے بہت گہرا تعلق رہا، جب بھی میں حضرت عمر خان سے ملنے جاتا تو وہ اپنے بیٹے پیر صاحب سے چائے لانے کو کہتے۔ اس زمانے میں پیر صاحب اتنے چھوٹے تھے کہ وہ تھرماس کو مشکل ہی سے اٹھاتے تو میں دیکھتا کہ ان کے ایک ہاتھ میں تھرماس اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح ہوتی۔ میں اکثر حضرت محمد عمر خان سے کہا کرتا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر بزرگ بنے گا۔

ابتداء ہی سے وہ دوسرے بچوں سے مختلف تھے اور وہ دوسرے بچوں کی طرح نہ کھیلتے اور نہ ہی آوارہ گھومتے۔ بچپن ہی سے نماز با جماعت کے بہت پابند تھے۔

شادی

حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے تین شادیاں کی تھیں جن سے ایک بیٹا نظام

الدین صاحب اور ایک بیٹی تجلیٰ بی بی پیدا ہوئے۔ بیویوں میں ایک بیوی وفات پاچکی ہے اور دو بیویاں تاحال بقیدِ حیات ہیں۔

آپ کا مذہب اور مسلک

آپ رحمتہ اللہ علیہ مذہب حنفی کے بہت سخت پابند تھے اور آپ سنی بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کا حلیہ مبارک

قد مبارک نہ قصیر نہ طویل...... لیکن جب صف میں کھڑے ہوتے تو سب لوگوں سے اونچے نظر آتے۔ خوبصورت سرخ اور سفید رنگ خوبصورت سفید پاؤں اور ہاتھ' خوبصورت بڑی داڑھی اور خوبصورت آنکھیں تھیں۔ آپ کا حسن قلمبند کرنا بھی مشکل کام ہے۔

لباس

آپ ہمیشہ سبز عمامہ اور تواضع کی وجہ سے زیادہ تر کالا لباس اور کالی چادر اور چپل استعمال کرتے تھے۔

مناظرے

آپ نے بدمذہبوں سے بہت مناظرے کئے اور ہر مناظرہ میں آپ نے بدمذہبوں اور خاص طور پر جھوٹے پیریوں کو ایسے دلائل دیئے کہ وہ لاجواب ہوگئے اور بعض ان میں سے آپ کے مرید اور معتقد بن گئے۔

پیر صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی پر مزید تفصیلات الگ کتاب میں دی جائے گی۔

بیعت و تصوف

پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ چوتھی جماعت میں تھے۔ ایک روز چھٹی کے بعد گھر آرہے تھے۔ راستے میں ایک فقیر کھڑا تھا۔ فقیر نے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بلا کر سینے سے لگانا چاہا لیکن پیر صاحب علیہ الرحمہ نے گھبراہٹ محسوس کرتے ہوئے فقیر سے پوچھا......

''بابا جی! آپ کون ہیں؟''

فقیر نے فرمایا'' کہ ابھی آپ کمسن ہیں، لیکن کچھ عرصہ بعد میں آپ سے اپنا تعارف خود کرادوں گا اور آپ مجھے جان لیں گے''

اس کے بعد فقیر نے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے سر کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا اور سر مبارک پر بہت زور دیا۔ کچھ دیر بعد وہ فقیر بیٹھ گیا اور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتا رہا۔ پیر صاحب علیہ الرحمہ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری تھے۔ کچھ دیر بعد فقیر نے پیر صاحب کو دوبارہ پکڑ لیا اور اپنے سینے سے لگایا اور زور دیا اور چھوڑ دیا۔ تیسری بار بھی فقیر نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد فقیر نے فرمایا'' کہ میں کچھ عرصہ بعد دوبارہ آؤں گا لیکن فی الحال آپ ''حق اللہ'' کا وظیفہ کیا کریں''

فقیر تشریف لے گئے۔ کسی کو بھی پتہ نہیں چلا کہ وہ فقیر کون تھا۔ مذکورہ بالا واقعہ کے بعد پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دل کی دنیا بدل گئی۔ روتے ہوئے جب گھر پہنچے ماں نے جب یہ حالت دیکھی تو پریشان ہوگئی۔ ماں ان کو ڈاکٹروں اور دم درود کے لئے لے جایا کرتی تھی لیکن پیر صاحب کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ لوگ تو کہہ رہے تھے کہ پیر صاحب کی دماغی حالت بگڑ گئی ہے۔ لیکن پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔ صرف اس فقیر صاحب کا چہرہ ہر وقت میرے سامنے رہتا ہے اور

میں اس کا گرویدہ ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور پیر صاحب کی ماں کو گھر سے کچھ فاصلہ دور سڑک کے کنارے دفن کیا گیا۔ ماں کی جدائی سے پیر صاحب کا غم اور بھی بڑھ گیا اور ان کی حالت یہ ہو گئی کہ وہ ہر وقت زور سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے۔ اس وقت بھی بعض سے پیر صاحب علیہ الرحمہ کا ذکر واذکار برداشت نہ ہو سکا اور انہوں نے آپ علیہ الرحمہ کے چہرے پر ڈنڈوں سے ایسے کاری ضرب لگائی کہ آپ علیہ الرحمہ خون میں لت پت ہو جاتے۔ لیکن پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ بدستور ذکر کیا کرتے۔ یہاں تک کہ ساری رات شب بیداری میں گزارتے۔ دن کے وقت جب والد محترم کے ساتھ کھیتوں میں کام کرنے جاتے تو اس وقت بھی ایک ہاتھ میں کدال اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح ہوا کرتی تھی۔ ذیابیطس کے مریض تھے پھر بھی سال بھر روزہ رکھتے۔

فقیر سے دوسری ملاقات

ایک دن کیا دیکھتے ہیں کہ وہ فقیر پھر کھڑا ہے۔ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے دوڑ کر اس سے مصافحہ کیا اور فقیر نے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بیعت کر کے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے تمام اسباق اور وظائف کی تلقین کی اور فرمایا ''کہ آپ یہ وظائف جاری رکھیں، میں آپ کی ملاقات کے لئے کبھی کبھار آیا کروں گا ان شاء اللہ''

پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور! آپ ہیں کون؟ فقیر نے پیر صاحب سے اپنا تعارف کرایا

فقیر کی عجیب وغریب کہانی

آج سے بہت عرصہ پہلے حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ اس بزرگ کے پاس ایک تمغہ تھا۔ جب لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی حالت نزع

شروع ہوئی تو انہوں نے اپنے ایک مرید حضرت عثمان کو بلایا۔ یہ حضرت عثمان انسان نہیں تھے بلکہ ایک صالح جن تھے۔ اس کو تاکیداً فرمایا کہ میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں لیکن میرے پاس ایک امانت ہے اور یہ امانت ایک ایسے شخص کی ہے جو صدیوں بعد پیدا ہوں گے اور آپ یہ امانت اس بزرگ کو کسی نہ کسی طریقے سے حوالے کرو گے۔ اس بزرگ کا نام علی ہو گا جو ہندوستان کے شاہ پور علاقے میں پیدا ہو گا اور ساری دنیا میں سنی سرکار بابا کے نام سے مشہور ہو گا اور روزانہ خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرے گا۔ اس کے بعد عثمان جن نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ بزرگ تمغائی قلندر ہو گا (تمغائی قلندر وہ ہوتا ہے جو مرنے کے بعد بھی اپنی ڈیوٹی پر ہوتا ہے)

حضرت عثمان (جن) کا حضرت سُنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ سے ملنا

صدیوں کے بعد بزرگ ہستی حضرت سُنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان (جن) نے بلوغت کے بعد وہ امانت آپ علیہ الرحمہ کے حوالے کی اور حضرت عثمان خود بھی سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔

پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور سُنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقاتیں

اس کے بعد سُنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ کبھی کبھی پاکستان آتے تھے اور جب بھی

پاکستان آتے' پیر صاحب علیہ الرحمہ کو بغیر کسی رابطے (فون وغیرہ کے بغیر) پتہ چلتا کہ آپ علیہ الرحمہ کہاں ہیں۔ اس طریقے سے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ سے تصوف کے سارے طریقے حاصل کئے۔ اس کے بعد پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کبھی ہندوستان بھی جایا کرتے اور وہاں کم از کم چالیس دن گزارتے' پھر واپسی پر سنی سرکار' پیر صاحب کو وہاں کے تبرکات یعنی سکے یا کوئی اور چیزیں دے دیتے۔

پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت علی المعروف سُنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ کا ایک واقعہ

پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اور سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان کے علاقہ شاہ پور جا رہے تھے۔ ایک جگہ جب سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ جدا ہو رہے تھے تو مجھے کچھ برتن دیئے اور فرمایا کہ یہ سڑک کے کنارے کسی جگہ دفن کر دو۔ میں نے ایک جگہ دفنایا تو آگے چل کر وہی برتن موجود پائے، میں نے دوبارہ دفنایا۔ اسی طرح بار بار دفنانے کے بعد برتن سامنے موجود ہوتے۔ جب سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ برتنوں کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے سنی سرکار علیہ الرحمہ کو پورا قصہ سنایا تو سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہی مثال نیک آدمی کی ہے۔ نیک آدمی جتنے بھی اپنے نیک اعمال چھپائے تو ایک نہ ایک دن ضرور ظاہر ہو جاتے ہیں۔

حضرت پیر سمیع اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی مجاہدات

بچپن ہی سے خاموش طبع اور فضول باتوں سے اجتناب کرتے اور رمضان شریف کے

علاوہ بھی اکثر روزہ دار رہتے، آرام بہت کم کرتے بلکہ شب بیداری کے عادی تھے۔ شرعی محرمات (جن عورتوں سے ہمیشہ کیلئے کسی کا نکاح حرام ہو) کے علاوہ سب خواتین سے پردہ کرتے۔ ساری عمر دانوں والی تسبیح دونوں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے آرام آرام سے ایک ایک دانہ پھیرتے۔ جلدی جلدی وظیفہ کرنے پر اپنے مریدوں سے بھی ناراض ہو جاتے۔

تسبیح کرتے کرتے آپ علیہ الرحمہ کے اشارے کی انگلی نیند اور بیداری کی حالت میں مستقل طور پر خود بخود ہلتی۔ ایک بار پیر صاحب کو سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ نے ہندوستان بلایا۔ جہاں خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے بہت زمانہ چلہ کاٹا تھا۔ آپ علیہ الرحمہ نے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اسی غار میں چلہ کاٹنے کا حکم دیا۔ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں غار پر چڑھا تو غار کے اندر ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے، وہ آنکھیں بند کر کے ذکر میں مشغول تھے اور رو رہے تھے۔ میں نے اس پر ہاتھ رکھ دیا۔ بزرگ نے آنکھیں کھولیں اور مجھے فرمایا کہ تم پاکستان کے پیر سمیع اللہ ہو۔ میں نے جواب دیا کہ جی ہاں...... پھر مجھے سینے سے لگا کر چوما اور فرمایا کہ مجھے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں کہا ہے کہ اس غار میں ایک بزرگ آنے والا ہے جسکا نام پیر سمیع اللہ ہو گا۔ وہ ہمارا بچہ ہے۔ تم ان کی خدمت کرو۔ میں نے ان کو رخصت کیا اور میں تنہا غار میں رہ گیا۔ وہاں مجھے اللہ تعالیٰ کا جتنا قرب حاصل ہوا' وہ بیان سے باہر ہے۔

چلہ کاٹنے کے بعد وہاں سے سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے گئے۔ سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پاکستان میں ایک جگہ ہے وہاں کے نباتات اور مٹی میں بڑا اثر ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے اولیاء نے اسی پہاڑ میں چلہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ اسی پہاڑ میں شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بھی بہت عرصہ چلہ کیا ہے۔

جسے ایلم کا پہاڑ کہا جاتا ہے۔ جو کہ ضلع بونیر اور سوات کے درمیان واقع ہے۔ انڈیا سے جب واپس آئے تو میں ایلم پہاڑی پر چڑھ کر غار میں پہنچ گیا۔ اس پہاڑی پر ایک مقام ہے جسے "مارا نوسر" (سانپوں کی چوٹی) کہا جاتا ہے۔ جہاں بڑے بڑے سانپ ہیں۔ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایلم کی پہاڑی میں گوشہ نشین ہو گئے۔ ضلع دیر کے گاؤں چکدرہ کے ایک شخص کا کہنا ہے کہ مجھے کسی نے بتایا کہ ایلم کے پہاڑی میں ایک لڑکا چلہ کے لئے بیٹھا ہوا ہے۔ میں ملاقات کے ارادہ سے نکل کر وہاں پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بڑا درخت ہے جس کے نیچے چھوٹی سی ندی بہتی ہے۔ وہاں میں نے بڑے بڑے سانپ دیکھے۔ میں نے دیکھا کہ پیر سمیع اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے ہیں جن کے پاس صرف ایک جائے نماز اور ایک کوزہ (لوٹا) اور تسبیح تھی جسے ذکر کے لئے استعمال کرتے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت آپ یہاں ڈرتے نہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا کہ ڈرنا تو صرف اللہ سے چاہیے۔ تھوڑی دیر بعد میں واپس آیا۔ اس چلہ کی کامیابی کے آثار یہ تھے کہ سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا تھا کہ اس چلہ میں آپ کی ملاقات اگر حضرت محمد ﷺ اور چار یاروں کے ساتھ ہوئی تو پھر واپس آ جانا۔ اسی جگہ پیر صاحب کا پیغمبر ﷺ اور چار یاروں کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ یاد رہے کہ اس چلہ میں پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے صرف قصیدہ بردہ شریف ہی دہرایا تھا۔

وصال سُنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ

اس چلہ کے بعد پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو کشف کے ذریعے پتہ چلا کہ سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔ لہذا پیر صاحب اور حضرت عثمان (جن کا ذکر پہلے آیا ہے انڈیا گئے۔ سنی سرکار بابا علیہ الرحمہ کی خانقاہ پہنچ گئے تو پیر صاحب رحمتہ

اللہ علیہ فرماتے ہیں بہت سارے لوگ جمع ہو گئے تھے۔ جس میں بہت بڑے بڑے علماء اور اولیاء موجود تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا ہے لیکن یہ وصیت چھوڑی ہے کہ مجھے غسل اور جنازہ بھی وہی پڑھائے گا، پاکستان میں میرا بچہ ہے جس کا نام پیر سمیع اللہ ہے وہ دے گا۔

پس میں بہت خوش ہوا اور خوشی سے رونے لگا کہ سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ کی مجھ سے کتنی محبت ہے۔ میں نے سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ کو غسل دیا اور ان کا جنازہ پڑھا اور اپنے ہاتھوں سے دفن کیا۔ حضرت سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے آخری ملاقات میں یہ بھی فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں کسی کامل فقیر سے تجدید بیعت کرنا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا جس بزرگ سے تجدید بیعت کا ارادہ ہو تو پہلے استخارہ کر لینا۔ میں آپ کو استخارہ میں حاضر ہو کر آپ کو کامل فقیر کی رہنمائی کروں گا۔

جب پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ انڈیا سے واپس آ گئے تو حضرت سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ کی وصیت کو پورا کرنے کے لئے مختلف اور متعدد بزرگوں سے ملے لیکن جب استخارہ کرتے تو استخارہ میں سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ یہ جگہ آپ کے لئے مفید نہیں ہے۔ آخر کار آپ لاہور گئے اور ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جن کا نام حضرت سید سعید احمد بابا رحمتہ اللہ علیہ تھا۔

حضرت سید سعید احمد بابا رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات

جب سید سعید احمد بابا رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ پہنچے تو ان سے ملاقات کرنے سے پہلے رات کو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے استخارہ فرمایا۔ خواب میں سنی سرکار بابا رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا

کہ وہ فرما رہے ہیں کہ بیٹا اب آپ ایک کامل فقیر کے دامن میں آ گئے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو حضرت سعید احمد بابا سے ملاقات نماز مغرب کے بعد ہوئی کیونکہ حضرت سید سعید احمد بابا رحمتہ اللہ علیہ کا معمول یہ تھا کہ وہ نماز مغرب اور نماز عشاء کے درمیان لوگوں سے ملاقات کرتے اور ان اوقات کے بغیر کسی شخص سے بھی ملاقات نہیں کرتے۔ ملاقات سے پہلے لوگوں نے مجھے کہا کہ آپ کس نیت سے یہاں آئے ہو۔ میں نے جواب دیا۔ تجدید بیعت کی نیت سے۔ لوگوں نے کہا کہ صرف ملاقات کرو اور باقی رہی بیعت تو حضرت سعید احمد بابا رحمتہ اللہ علیہ اب کسی کو بیعت نہیں کرتے۔ بہرحال جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ آپ علیہ الرحمہ بہت زیادہ ضعیف العمر بزرگ ہے۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً سو سال سے زیادہ ہوگئی تھی۔ مجھ کو دیکھ کر انہوں نے فوراً زور سے فرمایا کہ اے لڑکے آپ کے انتظار نے تو مجھ کو ہلاک کر دیا۔ بہت عرصے سے خواجگان چشت فرما رہے ہیں کہ ہمارے بچے کو اپنے در سے بے نوا رخصت نہ کرنا۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ علیہ الرحمہ نے مجھے تمام سلاسل میں خلافت دے دی۔ بعض لوگ پریشان ہو گئے کہ ہمارا یہاں زیادہ زمانہ ہوگیا ہے لہذا اس خلافت کے حقدار ہم ہیں لیکن حضرت سعید احمد بابا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ عمر سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس کو بزرگی عطا فرماتا ہے۔

پیر صاحب علیہ الرحمہ فرماتے کہ حضرت سید سعید احمد بابا رحمتہ اللہ علیہ اتنے بڑے بزرگ تھے کہ آپ علیہ الرحمہ کے ہر اندام سے اللہ الصمد کی آواز نکل رہی تھی۔ جب ان سے تنہائی میں بھی کوئی بیٹھتا تو ایسا لگتا کہ اس کے ساتھ بہت سارے لوگ بیٹھے ہیں اور اللہ الصمد کا ذکر کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت سعید احمد بابا رحمتہ اللہ علیہ نے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو مرید

ہوا لے فرمائے۔ جس میں چہل کاف اور 12 کروڑ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پاسا بھی شامل تھے۔ اس ذکر کو پورا کرنے کے لئے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے علاقہ دال ڈاگ کے ایک عظیم پہاڑ جس کو سفید سر کہتے ہیں جس پر اکثر برف ہی ہوتی ہے تو آپ اس پہاڑ پر گئے اس وقت آپ کے پاس صرف ایک جائے نماز ایک کوزہ تھا اور اس کے علاوہ آپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ وہاں آپ علیہ الرحمہ ایک انتہائی تاریک غار میں داخل ہوئے اور 6 سال اس غار میں گزارے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیر سمیع اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ غار میں شہید ہو گئے ہیں لیکن آخر چھ سال بعد آپ بالکل صحیح سلامت اپنی خانقاہ میں تشریف لے آئے۔ اس کے علاوہ آپ نے مرغزار کے ایک پہاڑ (جہاں حضرت سید وبابا رحمتہ اللہ علیہ نے چلے کئے تھے) میں بھی بہت عرصہ چلہ کشی کی اور اس کے علاوہ کراچی کے بعض مقامات پر چلہ کشی کی اور حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر تو آپ نے بہت زیادہ چلے کئے۔ 2008ء میں حضرت سید سعید احمد بابا وصال فرما گئے۔

حضرت شیخ مسلم نظامی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات

لاہور میں ایک بہت بڑے بزرگ حضرت مسلم نظامی رحمتہ اللہ علیہ جو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے آپ کو تبرکاً سلسلہ چشتیہ صابریہ کے وظائف عطا فرمائے اور اس سلسلہ میں خلافت بھی عطا فرمائی۔

حضرت پیر سمیع اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بہت زیادہ کرامات ہیں جن میں سے یہاں کچھ تحریر کی جا رہی ہیں۔

1......ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ پشاور تشریف لے گئے' وہاں ایک مرید نے آپ کو دعوت دی جس کمرے میں آپ نے شب گزاری تو آج تک جو بھی شخص اس کمرہ میں وظیفہ کرے یا اس کمرے میں شب گزاری کرے تو اس سے کبھی بھی تہجد قضا نہیں ہوتی۔

2...... ہمارے سوات کی ایک لڑکی پر جنون تھا بہت سے ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن اچھی نہ ہوئی۔ اس کے باپ نے جا کر پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بہت فریاد کی جب پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے وہاں دعا فرمائی تو آج تک اس لڑکی پر وہ جنون کی کیفیت نہیں آئی اور وہ بالکل ٹھیک ہوگئی۔

3......آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک خاص مرید مولوی ارشد علی کو کاری سواتی پر رات کے وقت ایک تکلیف آتی تھی اور بہت لوگوں نے دم بھی کیا لیکن وہ کسی بھی حال میں ٹھیک نہیں ہوا آخر اس کے پیر بھائیوں نے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ان کی بابت فریاد کی۔ تو پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ مولانا آپ جب رات کو سوتے ہیں تو ہمیشہ باوضو ہو کر سونا اور فکر مت کریں۔ میں آپ پر خصوصی توجہ کروں گا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ جب میں نے وہ کام کیا تو میں بالکل ٹھیک ہو گیا۔

مریدین کی تعداد

آپ کے بہت زیادہ مریدین ہیں جو کہ کراچی' اسلام آباد' لاہور' سوات' دیر' بونیر' ملتان' پشاور وغیرہ میں آباد ہیں جن کی تعداد ساڑھے سات ہزار ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے جنات آپ سے بیعت ہوئے تھے۔

سوات کے حالات

آخر ایک ایسا زمانہ آیا کہ ہر جگہ بدمذہبوں نے **FM** پر قرآن کریم کے ترجمے شروع کئے اور ترجموں میں ہر قسم کی خرافات بیان کرتے' بڑے بڑے اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم کو گمراہ' بدعتی وغیرہ کے القابات دیے جاتے' ان بدمذہبوں کے ترجمے کے چند نمونے ہم یہاں لکھتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ قرآن کریم کی اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے "**الم تعلم**" کیا اے بش آپ کو پتہ نہیں "**قل یا ایھا الکفرون**" کا ترجمہ یوں کرتے کہو اے پیغمبر پاکستان کی کافر فوج کو۔ "**یا ایھا الذین امنوا**" کا ترجمہ کرتے اے ہمارے وہابی اور پنج پیری بھائیو وغیرہ' (نقل کفر کفر نباشد)......

مزارات اولیاء کرام کو منہدم کرنے لگے۔ ان کے غلافوں کو آگ لگائی گئی۔ ہر صبح بے گناہ افراد کو ذبح کرتے اور ان کے ناک میں نوٹ (روپیہ) ڈالتے اور ساتھ یہ بھی لکھتے کہ گیارہ بجے تک کسی کو اس لاش کو دفن کرنے کی اجازت نہیں۔ اسکول اور کالج کی لڑکیوں کو مال غنیمت سمجھ کر پکڑتے اور ساری رات ان سے زنا کرتے۔ بعض مسلمانوں کو ذبح کرتے اور بعض کی کھال نکالتے......

لوگوں کے ناک پاؤں کاٹتے۔ مسجدوں میں درس و تدریس بند کر دی گئی۔ تقریباً **50** بڑے بڑے علمائے کرام کو گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ حضور پاک ﷺ کی حدیث مبارکہ میں موجود تمام نشانیاں ان بدمذہبوں میں ظاہر ہوگئیں۔

حدیث پاک

عن علی قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول سیخرج قوم فی آخر الزمان حداث الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ لا یجاوز ایمانہم حناجرہم ، یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ، فاینما لقیتموہم فاقتلوہم ، فان فی قتلہم اجرا لمن قتلہم یوم القیامۃ۔

(صحیح بخاری، کتاب استابۃ المرتدین، رقم الحدیث ۶۹۳۰، صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث ۱۰۶۶)

(ابن کثیر جلد اول ص 347، مطبوعہ مکتبۃ الریاض الحدیثیہ، الریاض)

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ "عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو نو عمر اور عقل سے کورے ہونگے۔ کلام کریں گے مخلوق کے قول (قرآن) کے بہترین سے لیکن ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہوتا ہے پس تم انہیں جہاں کہیں پاؤ تو قتل کر دینا کیونکہ ان کے قتل کرنے والوں کو قیامت کے دن ثواب ملے گا"۔

حضرت پیر سمیع اللہ صاحب اور بدمذہبوں سے جہاد

جب مختلف حالات کا پیر صاحب کو پتہ چلتا تو آپ علیہ الرحمہ بہت غمگین ہو جاتے اور فرماتے، کیا اس پورے سوات میں ایسا کوئی نہیں ہے جو ان ظالموں سے مظلوم مسلمانوں کو آزاد کرائے۔ ایک دفعہ جمعہ کے روز جب پیر صاحب علیہ الرحمہ کیلئے اپنی خانقاہ میں تھے، یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔ فجر کی نماز کے بعد کچھ بدمذہب پیر صاحب علیہ الرحمہ کو اغوا کرنے کی نیت سے خانقاہ کے اردگرد جمع ہو گئے لیکن اللہ تعالی نے پیر صاحب علیہ الرحمہ کی مدد فرمائی اور خوارج کا تمام اسلحہ بے اثر ہو گیا اور وہ شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔

اس کے بعد پیر صاحب علیہ الرحمہ نے بدمذہبوں کے سردار فضل اللہ کو مناظرے کا چیلنج دیا کہ اگر میں دلائل شرعیہ کی روشنی میں ہار گیا تو میں آپ کا ساتھ دوں گا اور اگر میں نے تم کو ہرا دیا تو اللہ تعالی کی خاطر تم اس ظلم کو ترک کر دینا۔ اگر کتابی مناظرہ نہیں کرتے تو آؤ آگ میں دونوں ہاتھ ڈالتے ہیں اور اگر اس پر بھی نہیں مانتے تو آگ کے انگاروں پر نماز پڑھتے ہیں۔ جس پر فضل اللہ ڈر گیا اور کہا کہ یہ تو ساحر ہے۔

فضل اللہ نے پیر صاحب علیہ الرحمہ پر حملہ کرنے کے لئے پانچ ہزار کا لشکر روانہ کیا لیکن اللہ تعالی نے اس لشکر کو بھی اندھا کر دیا اور وہ واپس چلے گئے۔ اسی دوران پیر صاحب علیہ الرحمہ کے چاہنے والوں نے پیر صاحب علیہ الرحمہ کو زبردستی قسمیں دے کر لاہور ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ مگر شوق شہادت اور جذبہ جہاد نے پیر صاحب علیہ الرحمہ کو وہاں سکون لینے نہ دیا اور پیر صاحب کچھ ہی روز میں واپس سوات آ گئے۔ جب ایک ولی کامل کے لئے حضور پاک ﷺ کی بتائی ہوئی تمام نشانیاں ظاہر ہو گئیں تو پیر صاحب نے بدمذہبوں کے خلاف کھل کر اعلان جہاد کر دیا۔

پہلا معرکہ 5 ستمبر 2008ء بروز جمعہ رمضان المبارک کے چوتھے روز ہوا جس میں بدمذہب (خوارج) نے بری طرح شکست کھائی۔ اس میں 50 سے زائد خوارج مارے گئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ اس معرکہ کے دوران پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لشکر میں موجود امن لشکر کے سرزمین اور فرمان علی شہید ہوئے اور اسی معرکہ میں پیر صاحب علیہ الرحمہ کا چھوٹا بھائی عمران علی بھی زخمی ہو گیا تھا۔ جن کو عزیز و اقارب اسپتال لے جا رہے تھے جن میں پیر صاحب علیہ الرحمہ کے بڑے بھائی جناب اکبر حسین (جو کہ معذور ہیں) شامل تھے۔ راستے میں ان ظالموں (خوارج) نے ناکہ لگایا ہوا تھا۔ عمران علی صاحب کو گاڑی سے بے دردی سے گھسیٹا اور ایک ایک بدمذہب آتا اور لاتیں مارتا اور کہتا کہ تم یہ کہو کہ پیر صاحب علیہ الرحمہ کافر ہیں تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ جواب میں عمران علی صاحب نے کہا کہ پیر صاحب علیہ الرحمہ صحیح اور کامل مومن مسلمان ہیں اور فضل اللہ، ابن یامین اور تم سب لوگ لعین اور کافر ہو۔ اس طرح ایک ایک دہشت گرد آتا اور ایک گولی چلاتا۔ یوں 15 گولیاں لگنے کے بعد جناب عمران علی شہید نے کلمہ حق کہتے کہتے جام شہادت نوش کیا۔ اطلاعات کے مطابق دہشت گرد پھر بھی نہ رکے اور عمران علی شہید کو تقریباً 500 گولیاں ماری گئیں۔ اس کے بعد گرفتار کئے جانے والے عزیز و اقارب کو ہاتھ پاؤں باندھ کر اپنے ساتھ لے گئے اور راستے بھر یہ کہتے رہے کہ ہم تمہیں ذبح کر دیں گے۔

اگلے روز علاقہ مانڈل ڈاگ آ کر علاقے کے مشران (بزرگوں) کو بلا کر جبری طور پر صلح کی پیشکش کی گئی اور علاقے کا کنٹرول مانگا گیا اور انکار کی صورت میں تمام گرفتار افراد کو ذبح کرنے کی دھمکی دی گئی۔ جس پر مجبور ہو کر علاقے کے مشران نے پاکستانی دہشت گرد طالبان سے صلح کر لی اور گرفتار افراد رہا کروا لئے گئے۔ پھر طالبان کی طرف سے ان

مشران کو پیر صاحب علیہ الرحمہ سے ہتھیار ڈلوانے کے لئے اسی قسم کا دھمکی آمیز پیغام بھیجا گیا اور اس کے بعد صبح 10 بجے علاقے کے مشران، طالبان کا پیغام لے کر پیر صاحب علیہ الرحمہ کے پاس آئے کہ اس جگہ کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں، لیکن پیر صاحب علیہ الرحمہ نے انکار کر دیا کہ میں آخری سانس تک ان ظالموں کے خلاف جہاد کروں گا۔ مگر مشران چونکہ علاقے کے بڑے تھے، وہ پیر صاحب کو سمجھا ہی رہے تھے کہ ظالمان (طالبان) نے پیر صاحب علیہ الرحمہ کی خانقاہ پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ نماز عصر تک جاری رہا اور دہشت گرد اپنا بھاری نقصان ہونے کی وجہ سے فرار ہو گئے اور پیر صاحب نے یہ جنگ بھی جیت لی۔

پیر صاحب علیہ الرحمہ نے پھر سے لشکر کو منظم کرنا شروع کر دیا اور تین ماہ یعنی 10 ستمبر 2008ء تا 11 دسمبر 2008ء تک پیر صاحب کے علاقے مانڈل ڈاگ میں طالبان بدمذہبوں کے داخلے پر پابندی لگا دی گئی۔

11 دسمبر 2008ء کے روز جب علاقہ مانڈل ڈاگ کے کچھ مزدور لوگ مزدوری کے لئے سندھ اور پنجاب جا رہے تھے۔ تقریباً پچاس سے زائد افراد تھے۔ راستے میں ان بدمذہبوں نے سب کو گھیر لیا اور علاقہ مانڈل ڈاگ والوں کو کہہ بھیجا کہ اگر آپ لوگ پیر سمیع اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے الگ نہ ہوئے تو ہم ان آدمیوں کو شہید کر دیں گے۔

بالآخر لشکر والوں نے آ کر پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا کہ اب کیا حکم ہے تو پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری وجہ سے اتنے بے گناہ افراد شہید ہوں گے لہذا آپ سب میرا ساتھ چھوڑ دیں، میں اکیلا ہی رہ جاؤں گا۔ 14/12/2008 کو لڑائی کے تیسرے دن بچے کچھے لشکر والوں نے پیر صاحب کے پاس آ کے ہتھیار ڈالنا شروع کر دیئے۔ لوگوں نے بہت اصرار کیا لیکن پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت نہ دی۔

آخر وہ سب لوگ واپس لوٹ گئے اور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ اکیلے اپنی خانقاہ میں رہ گئے۔

شہادت حضرت پیر سمیع اللہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ

لڑائی رمضان میں شروع ہوگئی تھی۔ رمضان کے پہلے جمعہ میں اور سارا رمضان گزر گیا۔ شوال، ذی القعدہ گزر گیا۔ نصف ذی الحجہ بھی گزر گیا۔ ان تمام مہینوں میں خدا جانے کہ اس بزرگ ترین انسان پر کیا گزری، نہ وہاں کھانا نہ پانی، خالص کربلا کا منظر بن گیا تھا۔ ہر جگہ بدمذہبوں کے FM ریڈیو سے پیر صاحب علیہ الرحمہ کو سخت گالیاں دی جاتیں اور تمام مسالک والے سوائے سنی بھائیوں کے باقی سب دیوبندی، پنج پیری، وہابی اس مظلوم انسان کے خلاف ایک ہوگئے تھے۔

پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خصوصی خلیفہ مولانا ارشد علی کوکاری سوات والے جن کے پاس بہت بڑی لائبریری ہے اور بہت سے خواص اور عوام کے مرشد ہیں، بچپن سے لے کر اس وقت تک ان سے ایک بھی نماز قضا نہیں ہوئی۔ وہ اس حالت سے جب باخبر ہوتے تو زاروقطار رونے لگتے۔ مسجد میں جا کر چلہ کرتے اور تین سو مرتبہ سورہ مزمل شریف پڑھتے اور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے لئے دعا مانگتے۔ مولانا پیر ارشد علی اپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے تین سو بار سورہ مزمل شریف پڑھ کر دعا کی اور سو گیا۔ رات کو خواب دیکھا کہ میری مسجد کے قریب حضور ﷺ بمع اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے ہیں اور پیر صاحب علیہ الرحمہ بھی ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اسی حالت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مولانا ارشد علی صاحب سے فرمایا کہ اے مولانا! میرے ساتھ مہمان ہیں۔ آپ یہ 20 روپے لے کر ان کے لئے اس دکان سے کیک لے کر آؤ۔ مہمان سے مراد پیر سمیع اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں

جلدی حضور علیہ السلام سے پیسے لے کر دکان کی طرف دوڑنے لگا کہ اچانک پیر سمیع اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آواز دی کہ ٹھہرو۔ جب میں ٹھہر گیا تو فرمایا کہ اگر ان لوگوں (یعنی بدمذہبوں) میں ہزاروں عیوب بھی ہوں تو میں کچھ نہیں کہتا۔ لیکن میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہوں اور اسی وجہ سے یہ لوگ میرے دشمن بن گئے ہیں۔

مولانا ارشد علی صاحب فرماتے ہیں کہ اس خواب کے بعد میں بیدار ہوگیا اور مجھے پتہ چلا کہ جب پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو حضور علیہ السلام نے مہمان بنایا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ دنیا سے پردہ فرمانے والے ہیں۔ آخر ذی الحجہ کی 15 تاریخ کو آپ نے جام شہادت نوش کیا۔

اس سے قبل 12 دسمبر 2008ء بروز جمعہ تمام سوات کے بدمذہبوں نے مل کر 7 ہزار کا لشکر تیار کیا اور بڑے بڑے اسلحے کے ساتھ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے گھر، خانقاہ اور مسجد کو گھیر کر اس پر لاکھوں کارتوس استعمال کئے۔ یاد رہے کہ گرفتار کیے گئے مزدوروں کی وجہ سے لشکر بکھر چکا تھا۔ کئی لشکری پیر صاحب علیہ الرحمہ کی اجازت سے جا چکے تھے۔ صرف چند لشکری اور مریدین باقی رہ گئے تھے۔ جنگی تربیت یافتہ نہ ہونے کی وجہ سے اسلحہ وقت سے پہلے ختم ہوتا جا رہا تھا اور مریدین کو پسپائی ہو رہی تھی، مگر ان سب کے باوجود پیر صاحب کا جذبہ جہاد کم نہ ہوا۔ وہ تسبیح جو انہوں نے کبھی خود سے الگ نہ کی تھی، زمین پر رکھی اور بندوق اٹھا کر قہر خداوندی بن کے دشمنان اسلام پر اکیلے ہی ٹوٹ پڑے اور دلیری اور بہادری سے لڑنا شروع کر دیا۔ لڑائی کے دوران اچانک ایک گولی آپ کے گردن میں آ کر لگی اور پیٹ سے نکل گئی جس کے باعث آپ شدید زخمی ہوگئے۔ آپ زخمی حالت میں لڑتے ہوئے دہشت گردوں کے گھیرے کو توڑتے ہوئے پہاڑوں کی طرف نکل گئے۔ وہاں پیر صاحب کے سالے اور ایک مرید نے آپ علیہ الرحمہ کے گھر والوں کو

اطلاع دی اور شہادت سے پہلے جب زخمی تھے تو آپ کے بھائی اور خاندان والے آپ کو (سلاتنزہ) علاقہ لے گئے لیکن پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی حالت بہت نازک تھی۔ مرہم پٹی کے دوران آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے کلمہ شہادت پڑھ کر شہید ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہادت کے بعد رات کے 2 بجے پیر صاحب کے بھائی اور دیگر افراد نے پیر صاحب کو اپنے کپڑوں میں ڈھانپ کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا۔ جب صبح ہوئی تو طالبان نے آپریشن شروع کر دیا۔ دربار (خانقاہ) اور اردگرد کے گھروں کو آگ لگا دی۔ اس کے بعد گھر گھر تلاشی شروع کر دی۔ ان ظالموں نے آ کر ان لوگوں کو پکڑا اور ان کو کہا کہ ہم کو پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی قبر دکھاؤ ورنہ ہم تمہیں ذبح کر دیں گے۔ آخر کار قبر شریف ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان ظالموں نے قبر کھدوائی اور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نازک لاش کو قبر سے نکالا اور گوالیری چوک میں لائے اور پیر صاحب کو روڈ پر گھسیٹتے ہوئے ہر قسم کی گالیاں آپ کو دیتے اور یہ کہتے کہ یہ ہے بریلویوں کا انجام۔ یہ ہے بدعتیوں کا حال وغیرہ۔ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تسبیح جوان کے گلے میں ڈال دی گئی تھی۔ اس کو لے کر زمین پر زور سے مارا جس سے تمام تسبیح ٹوٹ گئی۔ آپ کے سبز عمامہ کی بے حرمتی کی گئی بعد میں ان ظالموں نے ٹیلیفون کے کھمبے پر لٹکا دیا (اور گرفتار شدہ لشکر کے شہید مشکا اور شہید ملک کو لاش مبارک کے سامنے ذبح کر دیا گیا) لیکن اس حالت میں بھی پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں کچھ تغیر نہیں آیا تھا۔ آپ کا بدن اس حالت میں بھی سخت نہیں ہوا تھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی وہ اشارے والی انگلی جو خود بخود آپ کے زندگی میں ہلتی تو اسی حالت میں بعد شہادت کے بعد بھی ہلتی رہی۔ آخر میں آپ کی لاش مبارک کو علاقہ میں گھمانے کے بعد ایک نامعلوم جگہ منتقل کیا گیا اور وہاں آپ کی لاش کے بارے میں ایسا سنا جاتا ہے کہ

آپ کی لاش اقدس کے اردگرد بارود ڈال کر آپ پر دھماکہ کیا گیا۔ لیکن ابھی اس بات کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔ حال ہی میں اس سانحہ میں شامل اہم کمانڈر باچا زادہ گرفتار ہو گیا ہے اور امید ہے کہ پیر صاحب علیہ الرحمہ سے متعلق آخری لمحات کا پتہ چل سکے گا۔

بعد از شہادت آپ رحمتہ اللہ علیہ کے گھر اور مسجد کا حال

پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو شہید کرنے کے بعد بدمذہب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے گھر چلے گئے۔ گھر میں موجود لنگر کا سامان، نقدی اور قیمتی سامان کی گوالیری چوک پر نمائش کی گئی اور گھر کو آگ لگائی جس میں قرآن شریف' سورہ یٰسین جو پیر صاحب رمضان کے مہینے میں علماء کو دیتے' وہ سب جلا دیے گئے اور آپ کے گھر کے تمام سامان کو جلایا۔ پھر آپ کی خانقاہ اور مسجد کو آگ لگائی۔ تقریباً چار سے پانچ روز مسلسل آگ جلائی جاتی رہی اور دور دور سے لوگ آگ کا تماشا دیکھنے آتے تھے ایسا لگتا تھا کہ یہ کوئی قیامت ہو۔

خانقاہ کے سامنے پیر صاحب کی ایک زوجہ محترمہ کی قبر مبارکہ تھی۔ ان ظالموں نے اس قبر کی بھی بے حرمتی کی۔ اس کو ہموار کیا اور اس پر جو گلاب کے پھول لگے ہوئے تھے اور جھونپڑی تھی، ان کو جڑوں سے اکھاڑ ڈالا۔

بعد نماز عشاء بدمذہب کہنے لگے کہ ہم نے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے گھر سے ڈش انٹینا' ٹی وی' وی سی آر' امریکہ کی کرنسی نکالی۔

میں نے کہا **فلعنۃ اللہ علی الکاذبین**

بشکریہ:

خلیفہ مولانا عبدالمصطفیٰ چشتی سمیعی

و دیگر مریدین

خلیفہ پیر سمیع اللہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

جناب مولانا عبدالمصطفیٰ چشتی سمیعی سے کچھ سوالات:

سوال 1 بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پیر صاحب زندہ ہیں اور دوبارہ ظاہر ہوں گے' اخبارات میں متضاد خبریں لگیں کہ پیر صاحب کو شہید کر دیا گیا اور کہیں آیا کہ پیر صاحب محفوظ مقام پر ہیں؟

جواب: پیر صاحب کی شہادت میری آنکھوں دیکھا حال ہے۔ پیر صاحب کے بڑے بھائی محترم سلیم صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے بھائی پیر صاحب کو شہادت کے بعد زمین سے گود میں اٹھایا ہے۔ پیر صاحب کے سالے کے کہنے کے مطابق بھی پیر صاحب شہید ہو گئے ہیں۔

سوال 2: یہ بھی سننے میں آیا کہ جن صاحب کو لٹکایا گیا تھا وہ پیر صاحب نہیں بلکہ ان کے ایک خلیفہ تھے؟

جواب: یہ بھی سراسر جھوٹ اور من گھڑت بات ہے۔ پیر صاحب کو جس چوک میں لٹکایا گیا تھا۔ ہزاروں لوگوں نے ان کو دیکھا جس کی ویڈیو ہمارے پاس موجود ہے۔

سوال 3: جو ویڈیو طالبان نے جاری کی ہیں اس کے مطابق زلفیں لمبی ہیں جبکہ اتنی لمبی زلفیں خلاف سنت ہے' ایسا کیوں؟

جواب: میں بیان کر چکا ہوں کہ پیر صاحب کو حالت بیداری میں حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا چنانچہ پیر صاحب نے تبرکاً اپنی زلفوں کو دراز رکھا اور یہ عمل صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ

حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب الشفاء میں ہے کہ صفیہ بنت نجودہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے بالوں کا ایک گچھا سر کے اگلے حصے میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بیٹھتے اور اس کو کھولتے تو وہ بال اتنے لمبے تھے کہ زمین کو چھو لیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ان کو کٹواتے کیوں نہیں یا منڈواتے کیوں نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں اسے ہرگز نہیں منڈواؤں گا کیونکہ ان بالوں کو حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مس کیا ہے۔

(بحوالہ الشفاء جلد 2 ص 44)(ضیاء النبی جلد 5، ص 993)

سوال 4: بعض اخبارات میں آیا کہ پیر صاحب کو درخت سے لٹکایا گیا جبکہ ہمیں جو ویڈیو حاصل ہوئی تو وہ کوئی کھمبا تھا؟

جواب: درخت کے ساتھ لٹکانے کی بات غلط ہے، وہ کھمبا تھا۔

دیگر واقعات

(1) بروز پیر 27 شوال 1429 بمطابق 27 اکتوبر 2008ء

جس دن جنگ شروع ہوئی تو شروع شروع میں 50 بدمذہب واصل جہنم ہو گئے جس میں مسلم خان کا نائب خالد بھی شامل تھا، جبکہ 8 افراد پیر صاحب کے حامی شہید ہوئے۔ پیر سمیع اللہ رحمتہ اللہ علیہ پر بدمذہبوں نے حملہ کیا جس میں دونوں گروپ ایک دوسرے کے آمنے سامنے مورچہ زن ہو گئے۔ لڑائی میں 6 بدمذہب واصل جہنم ہو گئے۔ بدمذہبوں نے مٹہ کے مختلف علاقوں پر جگہ جگہ ناکے لگائے، دوسری جھڑپ میں بدمذہبوں کے اہم کمانڈر شمشیر ملا المعروف محبت سمیت 6 بدمذہب مردار ہو گئے۔ پھر تیسرے حملے میں پیر صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے 8 حامیوں کو شہید کیا گیا۔ جن میں گوالیرئی مسجد میں بہرہ مند، باشمند، ایوب، عثمان، آفرین اور اقبال شامل ہیں۔ چپریال میں بدمذہبوں نے لوگوں کو پکڑنے اور ذبح کرنے کے لئے ایک چیک پوسٹ بنائی ہوئی تھی جس پر پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حامیوں نے حملہ کر کے 6 افراد کو واصل جہنم کیا۔ اس وقت پیر صاحب کا لشکر 6000 افراد پر مشتمل تھا اور وہ بدمذہبوں سے مقابلہ کرنے کی خوب صلاحیت رکھتے تھے۔ ایک روز مٹہ کے علاقے گوالیرئی میں حجام کی دکان میں بیٹھے ہوئے سلیم ولد فضل سبحان، وحید اللہ ولد شفیع اللہ اور انعام ولد محمد نعیم پر بدمذہبوں نے حملہ کر کے شہید کر دیا جو بالکل بے گناہ تھے اور ان کے خلاف جنگ کیلئے بھی نہیں نکلے تھے۔

14 دسمبر 2008ء بمطابق اتوار 15 ذی الحجہ 1429ھ

پیر صاحب علیہ الرحمہ کے 2 اہم کمانڈر جن کا تعلق لشکر سے تھا، کے سر قلم کر دیئے گئے۔

منگل 28 اکتوبر 2008ء بمطابق 28 شوال 1429ھ

بدمذہبوں نے سوات میں ایک خفیہ ادارے کا چوکیدار حبیب رضا کو ذبح کیا۔

مٹہ کے علاقے آغل وغیرہ کے 80 افراد کو یرغمال بنا لئے گئے جن میں سے 8 افراد کو سرعام چہروں پر گولیاں ماری گئیں جن کی شناخت نہ ہو سکی۔

16 ذی الحجہ 1429 بمطابق پیر 15 دسمبر 2008ء

مسلم خان جو بدمذہبوں کا اس وقت سیکریٹری اطلاعات تھا، اس نے پیر صاحب علیہ الرحمہ کے شہید ہونے کی تصدیق کی۔ یہ لڑائی مسلسل 3 روز تک جاری رہی اور بدمذہبوں نے بھاری اسلحہ استعمال کر کے پیر صاحب کو شہید کر دیا اور پیر صاحب کے گھر، مسجد، لنگر خانہ، خانقاہ مبارکہ نذر آتش کر دیا۔ جب پیر صاحب کی شہادت کے اگلے روز پیر صاحب

کے دربار کے اردگرد جتنے مکانات تھے، جلا دیئے گئے اور جنگ سے قبل جو لشکر والوں کے رشتہ دار 65/50 افراد حراست میں لئے گئے تھے، وہ رہا کر دیئے گئے۔ ان کی تصدیق بھی ان بدمذہبوں نے 17-12-2008 کو رات FM ریڈیو پر کیا۔ اس روز بدمذہبوں نے مینگورہ کے گرین چوک پر دو خواتین کے بھی سر کاٹ دیئے تھے۔

(نوٹ: مزدور جو پکڑے گئے تھے، ان کا مفصل ذکر ہم کر چکے ہیں)

جمعرات 18 اکتوبر 2009ء بمطابق 18 شوال 1430ھ

اہم کمانڈر نثار عرف غازی کو فوج نے مردار کیا، 5 کو ہلاک اور 10 گرفتار کر لئے گئے

منگل 2 مارچ 2010ء بمطابق 15 ربیع الاول 1431ھ

مدین میں بدمذہبوں کا کمانڈر محمد عالم جو پیر صاحب علیہ الرحمہ کو FM ریڈیو پر گالیاں اور مزارات کو ختم کرنے کا حکم دیتا تھا، فوج نے مردار کر دیا۔

دہشتگردوں کے حامیوں کا واویلا!

مولانا گل نصیب خان کی قیادت میں کانفرنس کرتے ہوئے جمعیت علمائے اسلام نے بدمذہبوں کے مردار ہونے پر سخت پریشانی ظاہر کی اور پریس کانفرنس میں کہا کہ ہمارے علماء اور مدارس پر بہت ظلم ہو رہا ہے اور پریس کانفرنس کے آخر میں دہشتگردوں کیلئے دعا کی۔ یاد رہے کہ مذکورہ اخبار میں تصاویر بھی نمایاں ہے۔

(اخبار ایکسپریس پشاور 29 شعبان 1430ھ)

سوات میں شہادتوں کی داستان

حضرت پیر شریف اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ (المعروف توروال بابا)

500 سال قبل افغانستان کے شہر (کنڑ) سے ایک خاندان کالام، پھرلائی کوٹ پھر منکیال پھر چم گھڑی پھر توروال اور آخر میں بحرین سوات میں آباد ہوئے۔ اس خاندان کے ایک نیک سیرت آدمی کا نام برکت شاہ ہے، شادی کے بعد جب برکت شاہ صاحب کے گھر کافی عرصے تک اولاد نہ ہوئی تو پیر بابا بونیری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض و وسیلہ سے اللہ نے جناب برکت شاہ صاحب کو ایک پاکیزہ اولاد عطا فرمائی جن کا نام حضرت پیر شریف اللہ رحمۃ اللہ علیہ رکھا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی انتہائی نیک اور آپ کی شخصیت کرامات کا سمندر تھی۔ آپ نقشبندی سلسلہ سے پیر محمد رحمت اللہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ بنے' جو کہ حضرت معین الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

حضرت پیر شریف اللہ شہید علیہ الرحمہ اکثر سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے اور جب کوئی مریض آتا تو سورۃ یٰسین سے دم کرتے جس سے اس کو اللہ شفا عطا فرما دیتے۔ یوں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت کرامات مشہور ہیں' لیکن سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آس پاس کے کئی گاؤں ایسے تھے جہاں کوئی بدمذہب نہ تھا۔

14/2/2010 کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تہجد کی نماز پڑھ کر اذان دینے کے لئے نکلے تو پہلے سے تاک میں بیٹھے بدمذہب منافقین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ لیا لیکن پہلی کوشش میں ان کا اسلحہ خراب ہوگیا' بہت کوشش کی مگر پھر بھی ناکام رہے' گرفتار شدہ ایک خارجی طالبان نے بتایا کہ جب ہم ناکام ہوئے تو ہم میں سے ایک نے کہا کہ یہ یٰسین

شریف کے حصار میں ہے۔ پہلے ان کو ناپاک کرو پھر گولی چلاؤ۔ اس کے بعد پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑے پر پیشاب کر کے ناپاک کیے گئے اور شہید کیا گیا۔ یوں طالبان (دہشت گردوں) نے ایک مسلمان کی ایسی بے حرمتی کی جس کی توقع صرف کافروں سے ہی کی جاسکتی ہے۔ حرمتِ قرآن پر چیخنے والوں نے یٰسین شریف کو بھی نہ چھوڑا اور تین گولیاں ماریں۔

ظلم جب حد سے بڑھ گیا اور پیر صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے کئی بے گناہ مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب نجدیوں (نام نہاد پاکستانی دہشت گرد طالبان) پر قہر بن کے ٹوٹا۔ پیر شریف اللہ علیہ الرحمہ کے قاتلوں میں سے ایک گرفتار شدہ نجدی بتاتا ہے کہ جب پاک فوج آئی تو ہم نے بہت کوشش کی کہ کسی دوسرے ملک بھاگ جائے لیکن ایک طرف پاکستان آرمی تھی اور دوسری طرف پیر شریف اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے اور ہمارا راستہ روکتے جس کی وجہ سے ہم بھاگ نہ سکے۔ اہل علاقہ کے بقول جن نام نہاد پاکستانی دہشت گردوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کیا' انہیں نہ قبر نصیب ہوئی اور نہ غسل و کفن بلکہ ان کے جسموں کو درندوں نے ہی کھایا۔

اولاد: آپ کی ایک زوجہ محترمہ تھیں جن سے آپ کے **5** صاحبزادے اور **1** صاحبزادی تھی۔ جن میں حنیف اللہ صاحب' اسماعیل صاحب' محمد اسحٰق صاحب' محمد عمر گل صاحب اور محمد یونس صاحب شامل ہیں۔

عرس : آپ نے تقریباً **60** سال کی عمر میں شہادت پائی آپ کا عرس مبارک **14** جمادی الآخر کو منایا جاتا ہے۔

مزار : آپ کا مزار شریف توروال میں ہے جہاں زیارت کے لئے ہر خاص و عام تشریف لاتے ہیں۔

گمنام شہیدوں کو سلام

محترم الحاج سید بخت رویدار نقشبندی بن سید عبدالمالک بن سید طوطی (المعروف طوطی ملا)

تخلیق انسانیت کی ابتداء ہی سے ظالم ومظلوم اور حق وباطل برسرِ پیکار رہے ہیں اور جیت ہمیشہ حق ہی کی رہی اور ہوتی رہے گی' خواہ وہ ظاہری غلبہ کی صورت میں ہو یا جام شہادت نوش کر کے بارگاہ الٰہی میں سرخرو ہو کر رہتی دنیا کو پیغام حق دے کر چلے جانے کی صورت میں۔

کسی سے پوشیدہ نہیں کہ 2008ء پاکستان کی تاریخ کا تاریک دور ہے جو اپنے ساتھ لاکھوں عام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہزاروں علماء ومشائخ کو بھی دربدر اور بہا کر لے گیا۔ سوات کے بے شمار مظلوم شہداء اسلام میں سے ضلع سوات کے علاقہ شموزئی میں گمنامی کی زندگی بسر کرنے والی ایک عظیم شخصیت نے بھی حالت کسمپرسی میں جام شہادت نوش فرما کر ابدی زندگی کو سنوار کر چلے گئے۔

وہ عظیم شخصیت محترم الحاج سید بخت رویدار نقشبندی بن سید عبدالمالک بن سید طوطی (المعروف طوطی ملا) ہیں۔ آپ 1942ء کو اپنے آبائی گاؤں رانگیلا شموزئی میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے علماء سے دینی علوم حاصل کئے۔ آپ کا تعلق ایک سید گھرانے سے ہے لیکن علمی خاندان کی وجہ سے علاقے بھر میں علماء (ملان) کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ جوانی میں اپنے آبائی چلیرہ نامی گاؤں میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے

رہے اور کثیر تعداد میں لوگوں کو قرآن مجید کے علم سے روشناس کرادیا۔

معاشی کمزوری کی بناء پر قطر اور ابوظہبی بھی گئے' وہاں بھی مزدوری کرنے کے ساتھ ساتھ امامت سرانجام دیتے رہے' اس دوران حج کی سعادت سے بھی سرفراز ہوئے' جبکہ دوبارہ اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ 1971ء میں اپنے آبائی گاؤں کو خیر باد کہہ کر کراچی مٹی جیٹی پل کے نیچے ریلوے کالونی میں رہائش اختیار کی' وہاں بھی پل کے نیچے والی پرانی مسجد جو اب پل بننے کی وجہ سے شہید کردی گئی ہے' میں کثیر تعداد میں لوگوں کو قرآن مجید سے بہرہ ور فرمایا۔

1986ء میں کراچی سے دوبارہ اپنے آبائی گاؤں میں منتقل ہوئے اور تا شہادت شموزئی میں رہے۔ 1991ء میں شیخ الوقت حضرت اخوندزادہ مبارک صاحب سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ شموزئی میں اپنی زمینوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کرتے تھے۔ دن کا اکثر حصہ قرآن مجید کی تلاوت میں گزرتا تھا۔ آپ ہر رات سونے سے پہلے سورۃ یاسین' فتح' رحمٰن' واقعہ اور سورہ ملک پڑھتے تھے۔

علم کے اتنی حد تک شوقین تھے کہ پشتو زبان میں لکھی ہوئی کتب کا مطالعہ کرتے تھے' جو ان کی مادری زبان ہے۔ اپنے بیٹے سے بھی 2000ء میں دورۂ تفسیر میں شامل ہو کر مکمل قرآن مجید کی تفسیر پڑھ کر سند حاصل کی (الحمدللہ)

آپ کے اخلاق کریمانہ پر علاقہ کے اپنے اور پرائے گواہ ہیں کہ آپ نے کبھی کسی سے تعصب نہیں رکھا اور نہ کسی کی برائی کا بدلہ برائی سے دیا بلکہ آپ نے ہمیشہ عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کیا۔ اگر کسی رشتہ دار نے کسی وجہ سے بائیکاٹ کا ارادہ کیا تو آپ نے ان سے تعلق برقرار رکھا اور تمام خاندان والوں سے ہمیشہ محبت سے ملتے تھے۔

یہ عظیم شخصیت پاکستان کے اس تاریک دور جون 2009ء میں جب سوات کے معززین اور خواتین کی وہ باپردہ خواتین جن کا آنچل کسی نے نہیں دیکھا تھا' بے گھر ہوگئے۔ لیکن حضرت نے اپنے علاقے کو نہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور وہیں جام شہادت نوش فرمایا۔ جبکہ اہل عیال اور گھر کے سارے افراد حالت بے سروسامانی میں چارسدہ کے کسی گورنمنٹ اسکول میں پناہ گزین تھے۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں ایک بیوہ' پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑے ہیں۔

سانحہ شہادت

جب ان کے اہل عیال میں سے ان کا بیٹا گھر آیا اور ان کو تلاش کیا تو نہ ملے۔ تلاش کرتے کرتے گھر کے پیچھے روڈ کی دوسری طرف ان کو کسی نے دفن کر دیا تھا۔ قبر کے پاس چارپائی' بستر' شناختی کارڈ وغیرہ پہچان کے لئے رکھے گئے تھے۔ گھر میں صرف ان کی شہادت کی وجہ سے خون پڑا ہوا تھا' جو سوکھ گیا تھا' پھر آپ کے اہل وعیال نے ان کو اس جگہ سے نکال کر جنازہ پڑھ کر محلہ مبارک پور میں دفن کر دیا۔

آپ کا مرقد منور سوات شموزئی' تیرنگ محلہ مبارک پور میں اپنی زمین میں' مین روڈ کے نیچے نہر کے کنارے واقع ہے۔ الغرض مظلوم شہید ہمارے لئے ایک بے مثال' مشفق' مہربان انسان تھے۔ لوگوں نے آپ علیہ الرحمہ سے بہت کچھ حاصل کیا۔

اللہ تعالیٰ مظلوم شہید کے درجات عالیہ بلند فرمائے اور آپ کی قبر انور پر رحمتوں کی گل افشانی فرمائے۔

اس طرح کی کئی شہادتیں سوات میں ہوئیں جن کی تفصیل کوئی نہ جان سکا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ شہدائے اہل حق کی تفصیلات جمع کریں

شہدائے سوات

1: حضرت پیر سمیع اللہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

(حضرت سمیت مختلف واقعات میں کئی مریدین اور کئی عوام کو مٹہ سوات میں شہید کیا گیا جن کی تفصیلات نہ مل سکیں' مزید 2 عقیدتمند لشکری جو کہ پہلے سے گرفتار تھے، پیر صاحب کی شہادت کے بعد قبر سے نکالنے کے بعد چوک پر لانے کے بعد انہیں ذبح کر دیا گیا اور ساتھ ہی لٹکا دیا گیا' خاص طور مشکار شہید اور ملک شہید وہ دونوں شہداء قابل تحسین ہیں)

2: شہید عمران رحمتہ اللہ علیہ

(آپ پیر سمیع اللہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے' آپ کو زخمی حالت میں پکڑ کر کلمہ حق چھوڑنے کو کہا گیا' بات نہ ماننے پر دہشت گردوں نے زخمی حالت سڑک پر آپ کو اس طرح گھسیٹا گیا کہ آپ کا گوشت سڑک پر لگ گیا۔ اس ظلم پر بھی آپ نے کلمہ حق ہی بلند رکھا اور جام شہادت نوش کیا۔

3۔ سعید اللہ ولد زمینوش رحمتہ اللہ علیہ آپ مرید اور رشتہ دار بھی تھے۔

4۔ رحمت اللہ ولد سردار رحمتہ اللہ علیہ آپ مرید اور پھوپھی زاد بھائی تھے

پیر صاحب کی شہادت کے 5 ماہ بعد شہید کیا گیا۔

5: شہید حضرت پیر شریف اللہ المعروف تورول بابا رحمتہ اللہ علیہ

(آپ تہجد کے بعد فجر کی نماز پڑھنے جا رہے تھے کہ آپ کو شہید کر دیا گیا' تفصیلات ا... ہیں)

6: شہید حضرت مولانا قیوم الزماں عرف میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ

(آپ کا اپنا آبائی گاؤں شانگلہ تھا لیکن زوڑ و کبل میں رہائش پذیر تھے اور امام بھی تھے ا... جامعہ دارالمصطفیٰ میں طالب علم بھی تھے، جمعہ کی نماز میں حق اور باطل کو ظاہر کرنے کے لئے مناظرے کا چیلنج دینے پر طالبان نے بیوی بچوں کے سامنے آپ کو شہید کر دیا۔)

7: شہید مولانا بہادر خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ظالمان کمانڈر محمد عالم ہوڑی نے اپنے مرکز بلا کر آپ کو قید کر لیا اور اپنے پاس 7 دن رکھا اور اس بات پر اصرار کرتے رہے کہ نجدی ہو جاؤ لیکن آپ نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور ان سے کہا کہ بات کتاب پر ختم ہوگی۔ میرا اور آپ کا مناظرہ ہوگا۔ نجدیوں نے 7 دن کی کوشش کے بعد جب آپ کو قائل نہ کیا۔ آپ علیہ الرحمہ 7 روز تک مناظرے کیلئے للکارتے رہے۔ (ان 7 دنوں میں آپ شب و روز بھوکے پیاسے رہتے، آپ نے طالبان کا دیا نہ کچھ کھایا، نہ ہی کچھ پیا) پھر 22 جنوری 2009ء بروز جمعرات آپ کو سر میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔

8: عقل محمد شہید رحمتہ اللہ علیہ

(یہ مولانا بہادر خان صاحب کے مقتدی تھے جن کو نجدی سوچ کے حامل پاکستانی دہشت گردوں (طالبان) نے مولانا کے ساتھ شہید کر دیا)

9: شہید مولانا سمیع اللہ منگولئی رحمتہ اللہ علیہ (صدر تنظیم اہل سنت والجماعت ضلع سوات)

(آپ عشاء کی نماز کے بعد درس قرآن دے کر اپنے بیٹے کے ہمراہ گھر جا رہے تھے نام نہاد طالبان نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا)

10: شہید جمعہ خان آف راموڑہ (چکدرہ، دیر)

(گوڑہ گٹ میں رات کے وقت طالبان نے ذبح کر دیا)

11: شہید حضرت عبداللہ عرف ڈنڈ و پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ

(پیر صاحب کوٹہ کے پہاڑ میں ایک غار میں رہتے تھے اور ان کی یہ کرامت تھی کہ صرف سنی العقیدہ شخص ہی غار میں داخل ہو سکتا تھا اور بدعقیدہ غار میں داخل نہیں ہو سکتا تھا' طالبان نے پیر صاحب پر دور کے پہاڑ سے فائرنگ کر کے شہید کر دیا)

12: شہید الحاج سید بخت رشید نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

(آپ نے ہجرت سے بہتر اپنی مٹی پر شہادت کو ترجیح دی اور اپنے گھر میں موجود رہ کر رتبہ شہادت پر فائز ہوئے)

13: شہید ملا وارق رحمتہ اللہ علیہ

(آپ مدین کے رہائشی تھے امام مسجد و خطیب تھے)

14: شہید شاہ رحمٰن رحمتہ اللہ علیہ

(آپ ایک مذہبی شخصیت اور ریٹائرڈ گورنمنٹ ملازم تھے)

15: شہید شاہ کرم رحمتہ اللہ علیہ (ڈاڈھارہ)

(آپ صدر جامعہ دارالمصطفیٰ برکاتیہ تھے)

16: شہید فریدون خان فیروزی رحمتہ اللہ علیہ (ڈاگے)

(آپ جنرل سیکریٹری جامعہ دارالمصطفیٰ برکاتیہ، کبل تھے)

مدرسے کے لئے زمین دینے کی وجہ سے شہید کیا گیا۔

17: شہید دل آرام خان رحمتہ اللہ علیہ

(آپ ممبر جامعہ دارالمصطفیٰ ترتی تھے)

18: شہید مولانا بادر خان رحمتہ اللہ علیہ

(آپ امام مسجد وخطیب تھے)

19: شہید فیاض خان رحمتہ اللہ علیہ (غلام نقش پائے حسین رضی اللہ عنہ)

آپ کو مخبری کے الزام میں ذبح کیا گیا۔ اس کی ویڈیو موجود ہے جسے حاصل کرنے کی کوشش

کی جا رہی ہے۔ آپکے سر کو نیزے پر چڑھا کر علاقے میں گھمایا گیا اور بالاخر ایک جگہ پر نیزے میں گاڑ دیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ جس نے مخبری کی اس کا یہی انجام ہوگا۔

20: شہید محمد حسین ایڈووکیٹ فیروزی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کورٹ جا رہے تھے۔ آپکو راستے میں شہید کر دیا گیا۔ آپ یوسی براباخیل کے ناظم تھے۔

21: شہید محبوب احمد شاہ اور احمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہم

کانجو ٹاؤن شپ سے دونوں بھائی دکان سے گھر آ رہے تھے، پہلے سے تاک میں بیٹھے ہوئے دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔

22: شہید نوشاد رحمۃ اللہ علیہ

آپ طالبان مخالف تھے۔ لہذا آپ کو گٹ کے علاقے میں ابن آمین کمانڈر نے گولی مار کر شہید کر دیا۔

23: شہید حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق بوچار سے ہے۔ آپ کو طالبان مخالف ہونے کی وجہ سے بے دردی سے شہید کیا گیا

24: شہید احتشام الحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق گاؤں فتح ماسے تھا۔ آپ کو ذبح کیا گیا۔

25: قاری سمیع الدین رحمۃ اللہ علیہ ساتال، بحرین، سوات

26: الحاج ملک فضل رحمٰن شہید ولد ملک الحاج بخت روان کبل

27: شاہ ولی اللہ ولد فضل رحمٰن شہید کبل

28: نثار خان ولد علی بہادر کبل

29: عزیز الرحمٰن ولد حلیم جان کبل

درج بالا چاروں شہداء ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ طالبان کی جانب سے شاہ ولی اللہ کو تاوان کے لئے اغوا کیا گیا جس سے آپس میں اختلافات پیدا ہوئے جو بعد ازاں شدت اختیار کر گئے۔ اور ظالموں نے ان چاروں کو شہید کر دیا۔

30: شیخ الحدیث حضرت مولانا مسعود احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ چارباغ سوات کے دارالعلوم کے صدر تھے۔

درج ذیل وہ شہدائے کرام ہیں جن کا تعلق مجاہدین لشکر سے تھا

31: شہید فرمان علی ولد شیر محمد

32: شہید سرزمین

33۔ شہید فضل رحمٰن

درج ذیل وہ شہدائے کرام ہیں جو بے گناہ شہری تھے

34۔ شہید کشمالے ولد اسلم

35: شہید عجب خان ولد بنیر ے

36: شہید مومن گل اور انکے بھائی

37: شہید بہرمند

38: شہید باشمند

39: شہید ایوب

40: شہید عثمان

41: شہید آفرین خان

42: شہید اقبال استاد صاحب

43: شہید سلیم ولد فضل سبحان

44: شہید وحید ولد شفیع اللہ

45: شہید انعام ولد محمد نعیم
آپ سرکاری ملازم تھے،
ذبح کر کے شہید کیا گیا۔

46: شہید حبیب رضا

47: مٹہ کے علاقہ آغل کے شہداء
کئی نامعلوم افراد کو سرعام گولیاں مار کر شہید کیا گیا (تحقیق جاری ہے)

پولیس کے شہداء

ہماری اطلاعات کے مطابق پولیس کے 89 جوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ جن میں سے کچھ کی تفصیل درج ذیل ہے:

1: ارشاد علی شہید (بانڈ حیلہ)

آپ ASI اور ریٹائرڈ DSP کے صاحبزادے تھے۔ طالبان کے خلاف آپ نے بڑی جرات مندانہ طریقے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کیں۔ جس پر طالبان نے آپ کو پکڑ کر مٹہ تھانے کے سامنے مین چوک پر ذبح کیا لیکن کسی میں بھی ہمت نہ تھی کہ ظلم کے خلاف آواز بلند کرتا۔

2: شہید عنایت اللہ بلکاری (بلکاری)

آپ کو گولی مار کر شہید کیا گیا

3: شہید احتشام الحق (گھٹ پیچھا)

آپ کو گولی مار کر شہید کیا گیا

4: شہید دوست محمد خان (کوزہ بانڈ حیلہ)

آپ کو گولی مار کر شہید کیا گیا

5: شہید محمد رزاق (سمبٹ)

آپ کو گولی مار کر شہید کیا گیا

6: شہید عبدالودود خان DSP (ارکوٹ)

آپ کو گولی مار کر شہید کیا گیا

7: شہید اقبال (سمبٹ)

آپ کو ذبح کیا گیا

سوات کے وہ مقامات مقدسہ جن کی بے حرمتی کی گئی

۱۔ جبہ مبارک۔ پارڑئی

یہ جبہ مبارک ایک تبرک کے طور پر رکھا گیا تھا اور دہشت گرد اس کی بے حرمتی کرتے ہوئے ساتھ لے گئے۔

۲۔ حضرت باچا بابا رحمۃ اللہ علیہ۔ پارڑئی

(حضرت باچا بابا علیہ الرحمہ کا مزار تبرکات کے بالکل آمنے سامنے میں تھا' دہشت گردی کے دوران مزار شریف کی بھی بے حرمتی کی گئی)

۳۔ حضرت شہید شاہ یعقوب بابا رحمۃ اللہ علیہ بحرین۔ سوات

(مزار کو آگ لگائی گئی)۔

۴۔ حضرت دالی بابا رحمۃ اللہ علیہ بحرین۔ سوات

(مزار کو آگ لگائی گئی)۔

۵۔ حضرت پیر سمیع اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ مٹہ سوات۔

شہید کیا گیا پھر اس کے بعد قبر سے نکال کر چوک پر لٹکایا گیا۔ جسم نرم ہونے کی کرامت دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے۔ اور اطلاعات کے مطابق جسم مبارک کو بارود سے اڑا دیا گیا۔

مزید آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کی قبر کی بھی بے حرمتی کی گئی اور برابر کردی گئی۔

۶۔ حضرت پیوچارے بابا رحمۃ اللہ علیہ تحصیل مٹہ (سوات)

(مزار کو دھماکہ سے اڑا دیا گیا)

۷۔ حضرت سید فرندہ بابا رحمۃ اللہ علیہ زیارت سوبنگئی تحصیل کبل' سوات

طالبان کمانڈر تراپی (محمد عالم، رہائشی مدین) نے مسجد میں اعلان کیا کہ ان کا کوئی وارث ہے صرف ایک نے حامی بھری اس کے بعد اپنی تقریر کے دوران صاحب مزار کے خلاف بکواس کی

اور مزار کے دروازے کھڑکیاں نکال لی اور گنبد شہید کر دیا، قبر کھودی گئی اور برابر کر دی گئی۔
یاد رہے کہ اس عمل میں شامل زیادہ تر افراد مختلف واقعات میں واصل جہنم ہو چکے ہیں۔

۸۔ حضرت شام بابا رحمۃ اللہ علیہ۔ سوات، کانجو ٹاؤن شپ۔
(ایک جھوٹی بات مشہور تھی کہ یہاں خزانہ ہے۔ اور نکالنے کی کوشش میں بے حرمتی کے دوران کرامت ظاہر ہوئی اور سب غائب ہو گئے)۔

۹۔ حضرت بابا عباس علمدار رحمۃ اللہ علیہ۔ ہنگو۔
مزار پر بم دھماکہ کیا گیا

۱۰۔ حضرت باڑی بابا رحمۃ اللہ علیہ۔ شموزئی۔
بے حرمتی کی گئی۔

۱۱۔ حضرت محمد اسماعیل المعروف بڑی بابا رحمۃ اللہ علیہ منگیاں۔ سوات
جھنڈے اور غلاف جلائے گئے، قبر مبارک پر چڑھ گئے، اس بے حرمتی میں شامل ایک شخص پاگل ہو گیا، 2 پاک فوج کے ہاتھوں واصل جہنم ہو گئے اور باقی جیل میں ہیں)

۱۲۔ مزار شریف بلال مسجد امام ڈیرہ بٹ خیلہ، سوات
بے حرمتی کی گئی

نوٹ: سوات کے قبرستان میں موجود درخت جنہیں لوگوں نے اپنے پیاروں کے ایصال ثواب کے لئے لگائے تھے، مگر پاکستانی طالبان دہشت گردوں کی نظر میں وہ کروڑوں روپے کی لکڑی تھی، جسے وہ کاٹ کر ساتھ لے گئے۔

زندہ کرامت

سید علی غواص ترمذی المعروف حضرت پیر بابا علیہ الرحمہ

Daily RIASAT Karachi
روزنامہ
ریاست
کراچی
چیف ایڈیٹر: الیاس شاکر
جلد 11 | پیر 15 شوال المکرم 1430ھ 5 اکتوبر 2009 | شمارہ 197

دہشتگرد شیر محمد قصاب کی قبر سے خوفناک آوازیں آنے لگیں

گرفتاری کے بعد شیر محمد قصاب نے 25 افراد کو ذبح کرنے کا اعتراف کر لیا تھا

باقی: صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 67

ABC CERTIFIED
MEMBER APNS/CPNE
Daily AAZADI Swat
روزنامہ
آزادی
سوات
چیف ایڈیٹر
ممتاز احمد صادق

پیر بابا کے مزار کی بے حرمتی کرنیوالے 7 شدت پسند ہارٹ اٹیک سے ہلاک

مذکورہ شدت پسندوں نے شورش کے دوران پیر بابا کے مزار کی بے حرمتی کی تھی بعد میں سیکورٹی فورسز نے ان کو گرفتار کر لیا تھا

گرفتاری سے پہلے وہ ذہنی توازن کھو بیٹھے تھے جس پر ان کو پاگل خانے منتقل کیا گیا جہاں سب دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہوگئے

ہم پیر بابا علیہ الرحمہ کے بارے میں مختصر لکھنے کو ان کی شان میں احسان فراموشی سمجھتے ہیں۔ اس لیے مزارات کی لسٹ میں پیر بابا علیہ الرحمہ کا نام نہیں ڈالا۔ تفصیل کے ساتھ آنے والی کتاب "مقامات مقدسہ اور دشمنان اسلام" میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے

زندہ کرامات

1۔ حضرت اخوند ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تورروال۔ سوات

(طالبان نے جب تورروال کے علاقے پر قبضہ کیا تو انہوں نے مزار شریف کی بے حرمتی کی بہت کوشش کی مگر بقول ایک دہشت گرد طالب کے "کہ کوئی غیبی طاقت ہمیں روک دیتی تھی اس وجہ سے ہم کامیاب نہ ہو سکے۔ الحمد للہ مزار شریف محفوظ رہا)

2: پیر ضیغم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

دشت لیلی میں قادری بزرگ جو تقریباً 200 سال پہلے وصال پا چکے ہیں۔ آپ سیدو بابا علیہ الرحمہ کے پیر بھائی ہیں۔ آپ کا نام پیر ضیغم علی شاہ ہے۔ آپ کے مزار کے قریب طالبان نے بہت بڑا معسکر بنایا تھا۔ آپ کے مزار کو بھی معسکر کی خاطر ختم کرنا چاہا تو کچھ طالبان کو سانپ نے کاٹ کر ہلاک کر دیا اور کچھ پاگل ہو گئے اور معسکر کے امیر ترابی کو خواب میں بتایا کہ تم نے اگر میرے مزار کو ختم کرنے کی کوشش کی تو تم میں ایک بھی نہیں بچے گا۔ دوسرے دن FM ریڈیو پر اس بات کا اعتراف کیا گیا۔

یہ ہے اہل حق کے جانے کے بعد بھی ان کی کرامات

3: پیر طریقت رہبر شریعت الحاج مولوی بخت رواں پیر صاحب المعروف ہاڈئی بابا دامت برکاتہم العالیہ

آپ کے والد کا نام آدم خان علیہ الرحمہ تھا۔ آپ کا خاندانی شجرہ سوات کے عظیم پیشوا اور ولی اللہ حضرت عبدالغفور المعروف سیدو بابا علیہ الرحمہ سے جا ملتا ہے۔ آپ نے بڑے بڑے نامور بزرگان دین سے فیض حاصل کیا۔ بیعت کا شرف حضرت ڈھیری بابا علیہ الرحمہ سے سلسلہ قادریہ سے حاصل کیا۔ آپ کی فیض و کرامات سوات بھر میں مشہور ہیں۔ اسی حسد کی بناء پر طالبان نے

آپ اور آپ کی اولاد کو شہید کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ہر بار ناکام و نامراد رہے۔

فساد کے دور میں دین اور شریعت کے نام پر جن لوگوں نے دہشت گرد تحریک بنائی تھی۔ پیر صاحب دامت برکاتہم عالیہ نے کھلے عام ان کی مخالفت کی، یہاں تک کہ علاقے کی سارے مذہبی اور سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں نے اس گروہ اور تحریک والوں کو حمایت میں اپنے دستخط بھی کئے تھے کہ ان کا یہ درس قرآن (جو دراصل اسلام دشمن تعلیمات پر مبنی تھا اور عام عوام کو گمراہ کرنے کے لئے تھا) جاری رہے اور کہیں حکومت اس کو بند نہ کردے۔ جب اسلام اور پاکستان دشمن تحریک کے رہنماؤں نے وہ کاغذ دستخط کے لئے پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے پاس لائے کہ علاقے کے سارے مذہبی اور سیاسی پارٹی کے رہنماؤں نے ہمارے درس کی حمایت کی ہے لہذا آپ بھی اس کاغذ پر دستخط کردیں کہ یہ درس قرآن (گستاخ رسول اور گستاخ اولیاء بنانے کی تعلیمات) چلتا رہے مگر پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے واضح الفاظ میں دستخط کرنے سے انکار کردیا کہ میں اس پر دستخط نہیں کرسکتا۔ جب وہ لوگ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دربار سے نکلے تو یہ واویلا کیا کہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ قرآن کو نہیں مانتے اور قرآن کی حمایت نہیں کرتے۔ لہذا پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کافر ہیں۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ دہشت گردوں کا یہ گروہ پہلے ہی سے پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے معتقدین کے دشمن تھے کیونکہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ تو باقاعدہ طور پر اہلسنت وجماعت کے عقیدے کے معمولات اختیار کئے ہوئے تھے۔ ساتھ اس عقیدے کی ہر جگہ وضاحت اور رہنمائی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جو عقیدہ اہلسنت وجماعت کے خلاف تھے، ان سے بہت بڑے مناظرے بھی کئے تھے لیکن الحمدللہ ہر میدان میں پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے معتقدین، مریدین کو فتح نصیب ہوئی۔ یہ دہشت گرد تحریک بھی ان ہی لوگوں کی تھی جو خوارج تھے اور اہلسنت وجماعت کے عقیدے کے مخالف تھے۔ اس دہشت گرد تحریک کی جانب سے ہر وقت پیر صاحب اور ان کے بچوں کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی ہورہی تھی۔ یہ لوگ اس بات کو فخر کے طور پر بیان کرتے تھے کہ

میں پیر صاحب اور ان کی اولاد کو قتل کردوں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے سارے منصوبے ناکام بنادیے اور ان لوگوں کو بدترین سزا ملی اور قہر خداوندی میں گرفتار ہوئے۔ بعد میں اس تحریک والوں میں سے بعض افراد نے یہ بات بتائی کہ ہم نے تین بار پیر صاحب کے دربار اور مسجد میں دھماکہ خیز مواد رکھا لیکن وہ دھماکہ خیز مواد نہ پھٹ سکا (بلاسٹ نہ ہوسکا)۔ یہ ان کے اپنے تحریک کے افراد کی بات ہے کہ ہم اس کام میں کئی بار ناکام ہوئے۔ یہاں تک کہ کئی مرتبہ ان کی طرف سے اس منصوبے کی تکمیل کے لئے بعض افراد بھیجے جاتے تو ان کا پیٹ اتنا خراب ہوجاتا کہ وہ کچھ کرنے کے قابل ہی نہ رہتے اور ایسا کئی بار ہوا۔ جب بھی وہ مسجد اور دربار کے نزدیک آتے تو اندھے ہوجاتے۔ اس دہشت گرد تحریک کا ایک شخص جو کہ اسی علاقے کا رہائشی تھا۔ اس نے یہ بات کہی کہ میں پیر صاحب کے چہرہ پر دونوں ہونٹوں کے درمیان گولی مار کر قتل کروں گا تو اللہ تعالیٰ کے کاموں کو دیکھئے کہ جب اس تحریک والوں کی حکومت سے لڑائی شروع ہوئی تو ہیلی کاپٹر سے فائر اور شیلنگ ہوئی۔ ہیلی کاپٹر سے ایک گولی آئی اور اس شخص کے دونوں ہونٹوں کے درمیان میں لگی جس کے باعث وہ ہلاک ہوگیا (اس طرح پیر صاحب کے اور بھی بہت سے واقعات و کرامات ہیں جن میں سے یہ بطور مثال چند پیش کردی گئیں)

پاکستان آرمی نے خارجی تحریک طالبان کے مراکز دھماکہ خیز مواد سے اڑا دیے، بہت سے شرپسند مارے بھی گئے اور اگر کوئی زندہ بھی ہے تو اس کی زندگی بہت ذلت اور رسوائی کے ساتھ گزر رہی ہے۔ اب اس خارجی تحریک طالبان کا نام ونشان مٹتا جارہا ہے اور پیر صاحب الحمدللہ! اب بھی اپنا فیض بانٹ رہے ہیں۔

حدیث شریف:

لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال

ترجمہ: وہ (خوارج) ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے، یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا (سنن نسائی رقم الحدیث 4108، مسند احمد 425/4)

تعارف

تیری نصرت ایسے نازک وقت میں حامی رہے
نجدیوں نے یا نبی ﷺ لاکھوں کو شیطاں کر دیا

ملک پاکستان میں تیزی سے پھیلنے والی (خارجی فکر) بدعقیدگی مسلمانوں کے ایمان کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ بدعقیدہ عناصر اسلامی عقائد و معمولات کو شرک و بدعت سے تعبیر دیتے ہیں۔ یہ عناصر کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اپنی مسجد کے منبر، اپنے اجتماع، اپنے جلسے اور ٹی وی چینلز پر بھی اسلامی عقائد و معمولات خصوصاً مزارات اولیاء، تبرکات اولیاء اور اولیاء اللہ رحمھم اللہ سے سچی محبت کرنے والوں کو مشرک اور بدعتی کہتے پھرتے ہیں۔

حقیقت میں یہ دشمنان اسلام ہیں۔ بغضِ اولیاء ان کی رگ و پے میں پیوستہ ہے۔ یہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں کی ذہن سازی کرتے ہوئے مقدس مقامات کی بے حرمتی اور مقدس مقامات کو بموں سے اڑانے پر آمادہ کرتے ہیں۔ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ یہ مزارات شرک و بدعت کے اڈے ہیں (معاذ اللہ) لہذا ان پر حملے کرو، ان مقامات پر حاضری دینے والوں کو قتل کرو اور سیدھے جنت میں جاؤ۔

ہماری کتاب بنام "مقامات مقدسہ اور دشمنان اسلام" میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مزارات کی تعمیرات، مزارات پر حاضری، عرس کا انعقاد، مزارات سے فیوض و برکات حاصل کرنا، تبرکات اولیاء کی شرعی حیثیت، مزارات و تبرکات کی بے حرمتی پر وبال، دشمنان اسلام کی خود ساختہ توحید، دشمنانِ اسلام نے کن کن مزارات پر حملے کئے اور ان کی بے حرمتی کی، کن کن شہروں میں محبان اولیاء کو قتل کیا گیا۔ ان کی املاک پر قبضہ کیا گیا اور مزارات و تبرکات اولیاء کی بے حرمتی کرنے والے اپنے ہی مولویوں کی باقیات کی کس طرح حفاظت کا سامان کئے ہوئے ہیں۔ یہ تمام چیزیں دستاویزی ثبوت اور اخباری تراشوں کی صورت میں موجود ہے۔

اپنے موضوع اور شواہد کی بناء پر یہ ایک انوکھی کتاب ہے۔ محبانِ اولیاء کے لئے معلومات کا خزانہ اور کئی سالوں کی انتھک محنت کا عمدہ شاہکار ہے جسے پڑھ کر آپ کی آنکھوں کے سامنے سچائی کی زندہ تصویر نمودار ہو بلکہ ہم لکھ نہیں پا رہے کہ اس کتاب میں کیا، کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے لئے اس کتاب کو نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

نوٹ: ہم چند رفقاء یہ کام اپنی سطح پر اپنی بساط کے مطابق کر رہے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ جب ہمیں وسائل عطا فرمائے گا تو یہ کتاب بھی منظر عام پر آ جائے گی۔ ان شاء اللہ

خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

جہاں چشتی سلسلے کی ایک نامور ہستی پیر صبح اللہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی بات ہو، وہاں پہلے اس سلسلے کے سب سے بڑے بزرگ کے بارے میں بھی تھوڑی سی بات کر لی جائے۔ وہ عظیم ہستی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمتہ اللہ علیہ سرآمد اولیاء ہیں۔

11 اکتوبر 2007ء رمضان المبارک کے ایک مقدس مہینہ میں 6 بج کر 12 منٹ پر مقامی اخبارات کے مطابق ایک نام نہاد جہادی تنظیم لشکر طیبہ کی جانب سے اس مزار شریف کو نشانہ بنایا گیا۔ یہ دھماکہ مزار شریف کے احاطے میں ہوا۔ جب لوگ عصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد افطار کی تیاری کر رہے تھے اور اس نجدی تنظیم نے ایک ٹفن بکس میں بم رکھ کر دھماکہ کر دیا۔ جس سے 3 افراد شہید اور 17 زخمی ہوئے۔

بغض اولیاء سے سرشار دہشت گردوں نے اپنا کام تو کر دیا۔ مگر اس سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شہرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ لوگ ان کی شخصیت کے بارے میں دیوانہ وار تحقیق کرنے لگے۔ پہلے لوگ صرف اس لئے عزت کرتے تھے کہ ان کو ان کے بزرگوں نے بتایا تھا مگر الحمدللہ اب اس لئے کرتے ہیں کہ خود آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذات وصفات کے بارے میں تحقیق کر کے عزت کرنے پر مجبور ہیں۔

آپ نازش اولاد بتول ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جان ہیں۔ حسنین رضی اللہ عنہم کے دل کا ارمان ہیں۔ گلشن اسلام کا پھول ہیں۔ غرض آپ آئینہ حسن قبول ہیں۔

حضرت ابراہیم شاہ قندوزی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات

خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کو شروع ہی سے فقیروں، صوفیوں اور درویشوں کی صحبت کا بہت شوق تھا۔ آپ اولیاء اللہ کی صحبت سے بہت مسرور ہوتے تھے۔ آپ ان کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم شاہ قندوزی رحمتہ اللہ علیہ (1) سے آپ کی ملاقات آپ کی زندگی میں کایا پلٹ کا باعث ہوئی۔ 544ھ کا واقعہ ہے کہ جبکہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ پندرہ سال کے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حسب معمول اپنے باغ کو پانی دے رہے تھے۔ ایک مجذوب جس کا نام ابراہیم قندوزی تھا، بغیر کسی اطلاع کے باغ میں تشریف لائے۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت خندہ پیشانی سے آپ کا استقبال کیا۔ حضرت ابراہیم قندوزی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ نہایت اخلاق، عزت اور عجز وانکساری سے پیش آئے۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی خوب خاطر تواضع کی۔ آپ نے انگور کا ایک خوشہ حضرت ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ کو پیش کیا۔

حضرت ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آپ (خواجہ غریب نواز) رہنما کی تلاش میں ہیں جو آپ کو حق تک پہنچا دے۔ حضرت ابراہیم قندوزی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی لوح پیشانی پڑھ لی تھی اور بخوبی سمجھ لیا تھا کہ یہ لڑکا جو آج باغ کو پانی دے رہا ہے، یہی لڑکا کل دین کے باغ کو پانی دے گا۔ لوگوں کی روحانی پیاس بجھائے گا۔ ہزاروں کو حیات جاوداں کا ساغر

1.....(حضرت شاہ ابراہیم قندوزی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار کوہاٹ میں ہے جس پر بھی بم دھماکہ کیا جا چکا ہے مگر الحمدللہ! کوئی جانی نقصان نہیں ہوا)

پلائے گا۔ جو اس کے ہاتھ سے جام پیے گا' وہ عشق الٰہی میں مست و سرشار ہو گا۔ ادھر خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی خاطر تواضع کا حضرت ابراہیم قندوزی رحمتہ اللہ علیہ کے دل پر کافی اثر ہوا۔ حضرت ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ نے خاطر مدارات سے متاثر ہو کر چاہا کہ وہ بھی خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے واسطے کچھ کریں۔ چنانچہ آپ نے سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور اس کو چبا کر خواجہ غریب نواز کو دیا۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے سوکھی روٹی کا ٹکڑا کھایا۔ کھاتے ہی آپ نے اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کی۔ حجابات اٹھتے دکھائی دیئے۔ دنیا کی محبت سے دل یکسر خالی ہو گیا۔ حضرت ابراہیم قندوزی رحمتہ اللہ علیہ تو چلے گئے لیکن خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی نئی زندگی نے نئی راہ اختیار کی۔ آپ نے اپنا باغ فروخت کیا۔ اپنی پن چکی فروخت کی اور باغ اور پن چکی کی قیمت کا سارا پیسہ غرباء' فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا اور خود تلاش حق میں سفر اختیار فرمایا۔

خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے جو پیغام دیا' وہ روح کی روشنی کو باقی رکھنے کے لئے کافی ہے۔ آپ علیہ الرحمہ نے ماحول کا نقشہ بدل دیا۔ انہوں نے سچائی' صداقت اور ایثار کی راہ لے متعین کر دی تھی اور اسی راہ پر چلنے کی انہوں نے لوگوں کو ہدایت فرمائی۔

اجمیر شریف



خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار کا پررونق منظر



خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر بم دھماکے کے بعد کا منظر



اسلام اور پاکستان سے نفرت کی ابتداء

یقتلون اهل الاسلام و یدعون اهل الاوثان یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة لئن ادرکتهم لاقتلنهم قتل عاد

(صحیح بخاری رقم الحدیث ۷۴۳۲، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ رقم الحدیث ۱۰۶۴، سنن نسائی رقم الحدیث ۳۰۰۶)

"وہ بت پرستوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کریں گے وہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کوئی تیر نشانے سے نکل جاتا ہے اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح انہیں قتل کر دوں۔"



بت پرستوں کو چھوڑنے والے



مسلمانوں کو قتل کرنے والے

اسلام اور پاکستان سے محبت کی انتہاء

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم (سورۃ یونس ۶۲)



کفار کی سفاکیت



افغانستان کے علاقے تورا بورا کے قبرستان میں امریکی فوجی اہلکار اپنی فتح کا جشن مناتے ہوئے



امریکی فوجی اہلکار افغانستان کے علاقہ تورا بورا میں مسلمانوں کی قبر کی بے حرمتی کرتے ہوئے



افغانستان پر امریکی فوجیوں کے ہاتھوں شدید بمباری کے باعث شہید ہونے والے بچے

نام نہاد پاکستانی طالبان عرف ظالمان کی سفاکیت



ان گوٹھ کراچی میں
ب اجہاد کے نعرے
اتے ہوئے پیر بابا
یری رحمتہ اللہ علیہ کی
ل کی قبور کی بے حرمتی
وٹ مار کرتے ہوئے



ایک نجدی قبر کی بے حرمتی کرتے ہوئے



نوشہرہ میں نماز جمعہ کے بعد طالبان کی جانب سے مسجد میں بم دھماکہ کے نتیجے میں زخمی ہونے والے بچے کو اسپتال لے کر جایا جارہا ہے

طالبان اور امریکیوں کا طریقہ واردات میں مماثلت



امریکی فوجی اہلکار کیمیکل کے ذریعے جسم کو ختم کر رہے ہیں۔ افغانستان، عراق اور دوسرے ممالک میں جو مسلمان لاپتہ ہیں، شاید اسی طریقے سے ان کے جسموں کو ختم کیا گیا ہے)



ایک بدمذہب طالبان پیر صاحب علیہ الرحمۃ کی زلفوں کی بے حرمتی کرتے ہوئے



باڑہ میں پیر سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ جناب حکیم شہید سید صلاح الدین شاہ صاحب سیفی جنہیں طالبان نے جلا کر شہید کیا



باڑہ میں خلیفہ شہید سید صلاح الدین شاہ سیفی کے گھر آئے ہوئے مہمان اور حافظ قرآن جناب شہید قاری عین الدین رحمۃ اللہ علیہ جنہیں شہید کرنے کے بعد ان کی لاش مبارک پر طالبان لات مار کر بے حرمتی کر رہے ہیں

حضرت پیر سمیع اللہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کے جسم مبارک کی بے حرمتی کے دلخراش مناظر



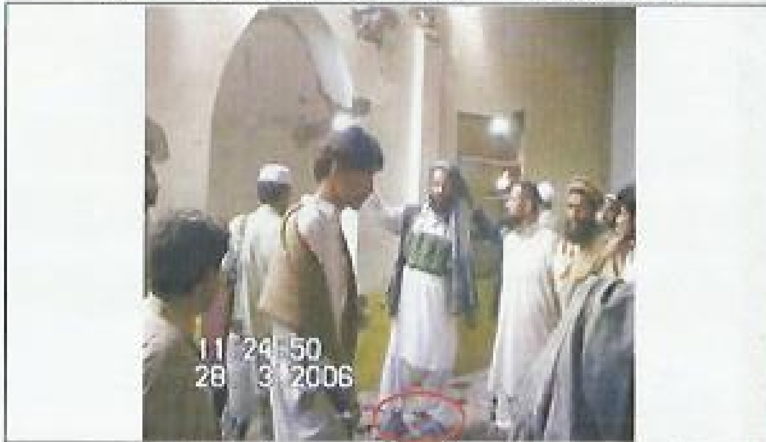




حقیقت یہ ہے......!!!



یہ تصویر کسی امریکی اڈے یا ہوٹل کی نہیں بلکہ فلوجہ کے شہر کی جامع مسجد کے اندر کا منظر ہے جہاں صلیبی درندوں نے مسلمانوں کو ایک ایک کر کے گولیوں سے بھون کر مار ڈالا۔ آپریشن میں تھک جانے کے بعد اپنے جوتوں اور بستروں سمیت مسجد میں پڑاؤ ڈالا۔ کسی نے قرآن کو تکیے کے طور پر استعمال کیا اور کسی نے قرآن کو ٹھوکریں ماریں۔ مسلمانوں کی حمیت، غیرت اور ایمان کا گویا کہ جنازہ نکل گیا ہے؟



گستاخ رسول، لعین منیر شاکر کے لشکر کے گستاخ رسول امیر منگل باغ کا گستاخ رسول کمانڈر تاج محمد آفریدی ملک دین خیل باڑہ میں مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کرنے کے بعد جوتوں سمیت مسجد پر حملے کی بے غیرتی کو فخر سے بیان کر رہا ہے

یہ کوئی درگاہ یا مزار نہیں بلکہ پاکستان بھارت اور افغانستان میں مزارات دشمن مکتبہ فکر کے بانی اور اسماعیل دہلوی کے پیر سید احمد بریلوی چنداری کی قبر ہے جسے غیرت مند پٹھانوں نے قتل کیا تھا کہا جاتا ہے کہ سکھوں کے ہاتھوں شہید ہوئے مگر اگر سکھوں کے ہاتھوں شہید ہوئے ہوتے تو ان کی قبر بالاکوٹ میں نہ ہوتی بلکہ مشرقی پنجاب میں ہوتی جو کہ سکھوں کا گڑھ تھا۔



مزارات کو شرک کا گڑھ کہنے والے اپنے بانی کے مزار کو سجاتے ہوئے تبرکات کے منکروں نے اپنے بانی کے تبرکات انجانی سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں سامنے دیا گیا کرتہ سید احمد کا ہے جو کہ ہم نے کمرے سے نکال کے باہر رکھا ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

سید احمد شہید

کتبے مٹانے والے اپنی مسجد کی انتظامیہ کی نگرانی میں کتبے لگا رہے ہیں



(دائیں طرف سے) کچی قبر پر کتبہ، درمیان میں چندہ بکس اور بائیں جانب پکا مکمل کتبہ



قبر پر پھولوں کی چادر لگی ہوئی ہے اور چھوٹا کتبہ آویزاں ہے

مزید تفصیلات کیلئے کتاب "حقائق تحریک بالاکوٹ"

مصنف: علامہ شاہ حسین گردیزی ملاحظہ فرمائیں

پہلی قربانی



درج بالا تصویر میرے ایک ساتھی مولانا عمر فاروق توحیدی صاحب کے فرزند محمد حماد توحیدی کی شہادت کی ہے۔ عمر فاروق توحیدی صاحب باطل مکتبہ فکر چھوڑ کر اہل حق میں شامل ہوئے تو میری دوستی ان سے ہوئی اور میں نے ان کو اپنا کام بتایا۔ تو جس عقیدت و محبت سے انہوں نے میرا ساتھ دیا وہ ساتھ میرے اپنے بھی نہ دے سکے۔ مزارات کی بے حرمتی کے حوالے سے ایسی معلومات مجھ کو فراہم کیں جو کہ اہل حق بھی نہیں جانتے تھے کہ ان مزارات کی بے حرمتی ہو چکی ہے۔ حق گوئی کے اس سفر میں مولانا عمر فاروق توحیدی صاحب پر کئی بار قاتلانہ حملے کیے گئے مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے؟ ایک حملے میں آپ کے صاحبزادے نے جام شہادت نوش کیا یوں میرے ساتھیوں میں یہ پہلی قربانی ہے جو شعائر اللہ کے تحفظ کیلئے دی گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا عمر فاروق توحیدی کو صبر اور استقامت عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

اگر آپ کے پاس صوبہ پنجاب میں مزارات کے حوالے سے کسی بھی قسم کی ایسی معلومات ہوں جس میں مزارات کی بے حرمتی کی گئی ہو اور وہ بات منظر عام پر نہ آسکی ہو تو مولانا عمر فاروق توحیدی کے ذریعے مجھ تک پہنچا ئیں۔

جی پی او سیالکوٹ، پی او بکس نمبر 698

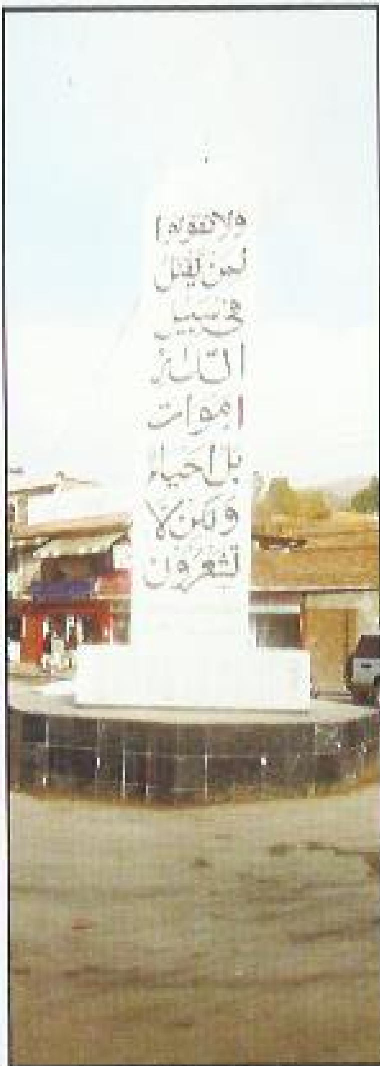
اور پاکستان بھر میں مزارات کی بے حرمتی کی اطلاع دینے کیلئے ہم سے رابطہ کریں:

hatafwalay@gmail.com

یادگار شہداء سوات کو خراج تحسین

ہم پاک افواج، پولیس اور ایف سی کے ان تمام شہید اہلکاروں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے حق و باطل کے اس معرکے میں جام شہادت نوش کر کے اسلام اور پاکستان کا دفاع کیا

[illegible]	[illegible]
کلرک محمد عالم	پولیس ڈیپارٹمنٹ ۹ مئی ۹
کلرک پرویز خان	پولیس ڈیپارٹمنٹ ۱۰ مئی ۹
FC کانسٹیبل صیار خان	پولیس ڈیپارٹمنٹ ۱۱ مئی ۹
کلرک جیہان زادہ	پولیس ڈیپارٹمنٹ ۲۲ جولائی ۹
بل فضل ملک	پولیس ڈیپارٹمنٹ ۲ اگست ۹
بل عالم خان	پولیس ڈیپارٹمنٹ ۳ اگست ۹
بل رحیم زادہ	پولیس ڈیپارٹمنٹ ۲۲ فروری ۱۰
بل محمد یاسین	پولیس ڈیپارٹمنٹ ۲۳ فروری ۱۰
نبل حضرت اللہ	پولیس ڈیپارٹمنٹ ۱۳ مارچ ۱۰



ہماری معلومات کے مطابق

پاک افواج کے 66 جوانوں نے جام شہادت نوش کیا

پولیس کے 89 جوانوں نے جام شہادت نوش کیا

جبکہ ایف سی کے شہداء کی تعداد معلوم نہ ہو سکی

اسکے علاوہ خفیہ اداروں کے شہداء کو بھی سلام پیش کرتے ہیں

بہت جلد منظر عام پر آنے والی کتاب

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب

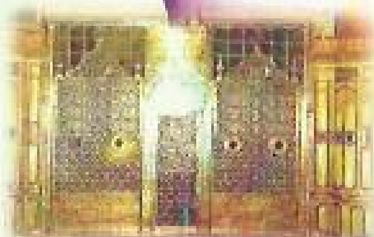
جو لوگ اللہ تعالٰی کی نشانیوں کی تعظیم کرتے ہیں تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے






مقاماتِ مقدسہ اور دشمنانِ اسلام









مؤلف: ابن حسن قندھاری

ناشر: تحریک تحفظِ اسلام پاکستان